باغبانی پروجکٹ

اور

بچّوں کی چند کہانیاں

مرتبہ

محمد عبدالغفار صاحب مدہولی مصنف میلاد النبی پروجکٹ، بچوں کا الف، محنت وغیرہ

مکتبہ جامعہ دہلی

(مطبوعہ خواجہ برقی پریس دہلی)

تعداد طبع ایک ہزار | سنہ ۱۹۳۶ء | قیمت فی جلد ۶ر

باغبانی پروجکٹ

(ابتدائی سوم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باغبانی پروجکٹ

(ابتدائی سوم)

تعلیمی مرکز نمبر ۱ میں پہلے باغبانی نہیں ہوتی تھی۔ لڑکوں کو جب معلوم ہوا کہ اس سال باغبانی بھی ہوگی تو وہ خوش تھے۔ "کب سے ہوگی؟" "کہاں ہوگی؟" "کیا زمین لے لی گئی؟" "کرایہ کب طے ہوگا؟" اسی قسم کے سوالات طلبار کی طرف سے ہوتے تھے۔ مدرسے کے قریب ایک بنجر زمین تھی، جہاں باغبانی کا ارادہ تھا۔ پہلے اس زمین کی طرف کوئی رُخ بھی نہ کرتا تھا مگر اب لڑکے جھانک جھانک کر دیکھتے تھے۔ زمین کرایہ پر لے لی گئی۔ لڑکوں کا تقاضا تھا کہ فوراً کام شروع کر دیا جائے۔ بچوں کی غرض کام کر رہی تھی لڑکے آسانی سے ہر اس کام کے کرنے کے لئے تیار تھے جو مدرس کرائے د بشرطیکہ

باغیچہ سے اس کا تعلق ہو،

"کیا بونا چاہیئے؟"

"پھول، سبزی، میتھی وغیرہ"

مدرس نے کہا جس قدر پھولوں کے نام تمھیں یاد ہوں وہ بورڈ پر مجھے لکھواؤ، آخر میں دیکھا جائے گا کہ کون سے پھول بونے مناسب ہیں لڑکوں نے پھولوں کے نام بتانے شروع کئے، مدرس لکھتا گیا۔ بالآخر ایک طویل فہرست تیار ہو گئی۔

(اس موقع پر میں اپنی ایک کمزوری کا ذکر کروں گا وہ یہ کہ مجھے پہلے سے علم نہیں تھا کہ لڑکوں کا تقاضا اس قدر بڑھ جائے گا نہ میں نے اس کے لئے کوئی خاص تیاری کی تھی، صرف طلبار کی معلومات کی بنار پر فہرست اس قدر طویل ہو گئی تھی کہ اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ پروجکٹ میں اس قسم کے مواقع کافی آتے ہیں، مدرس کو ان سے باخبر رہنا چاہیئے۔

بات چیت میں وقت کافی گذر چکا تھا اس لئے طلبار سے کہا گیا کہ وہ اپنی کاپیوں پر پھولوں کے نام جس قدر وہ لکھ سکتے ہیں، لکھ لائیں۔ دوسرے روز طلبار نے یہ کام دکھایا، ذیل میں سب سے اچھی فہرست لکھنے والے طالب علم

کے کام کی نقل درج کی جاتی ہے۔

گھر کا کام (اقتباس نمبر ۱) ۱۸ اگست

پھولوں کے نام

۱۔ گلاب	۱۲۔ سورج مکھی	۲۳۔ گل معلم
۲۔ گیندا	۱۳۔ گل یاسمین	۲۴۔ گل میراق
۳۔ گل عباس	۱۴۔ گل احمق	۲۵۔ گل خبط الہواس
۴۔ جوئی	۱۵۔ گل مہندی	۲۶۔ گل اسطوخودوس
۵۔ بیلا	۱۶۔ گل خیرد	۲۷۔ رابیل
۶۔ موتیا	۱۷۔ گل بنفشہ	۲۸۔ نرگس
۷۔ زرد چنبیلی	۱۸۔ گل گاؤزباں	۲۹۔ رات کی شہزادی
۸۔ سیوتی	۱۹۔ گل لالہ	۳۰۔ گل مولسری
۹۔ نواڑی	۲۰۔ گل گیسو	۳۱۔ موگرا
۱۰۔ عشق پیچاں	۲۱۔ چنبیلی	۳۲۔ گل خرفہ
۱۱۔ گل لسی	۲۲۔ گل ہونق	(قمرالدین)

اس موقع پر مندرجہ ذیل قسم کا کام کرایا جا سکتا تھا جس کا خیال بعد میں آیا ہے ،

۱. ایسے پھولوں کی فہرست تیار کرو جو تم نے دیکھے ہوں۔

۲. ایسے پھول جو نہ دیکھے ہوں۔

۳. وہ پھول جو خوشبو دیتے ہوں۔

۴. ایسے پھول جسے تم زیادہ پسند کرتے ہو۔

۵ رنگوں کے لحاظ سے پھولوں کی فہرست تیار کرو۔

لیکن یہ کوئی ضروری نہیں کہ کام یہاں تک ختم ہونے کے بعد عملی کام شروع کیا جائے۔ اس سے بچے کی دلچسپی غائب ہونے کا اندیشہ ہے۔ یہ دونوں کام ساتھ ساتھ چلنے چاہئیں۔

مختصر گفتگو کے بعد طلباء اس نتیجے پر پہنچے کہ باغ کی پیمائش کرکے زمین تقسیم کر لینی چاہیے (چوتھی اور پانچویں جماعت میں اس موقع پر رقبے کے سوالات کافی حل کرائے جا سکتے ہیں) باغیچے میں بورڈ رکھا گیا۔ طلباء فیتے سے ناپتے تھے اور استاد بورڈ پر درج کرتا تھا (طلباء زیادہ ہوں تو ہر ایک کو مشغول رکھنے کے لئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ باغیچے کی لمبائی چوڑائی قدم سے ناپ کر کاپیوں میں درج



آفتاب احمد (ابتدائي سوم)

کریں اور اپنے قدم کا فٹ سے مقابلہ کریں ۔)

کھیت تقسیم کر دیے گئے ، طلباء نے زمین صاف کی اور حدود متعین کر لیے ۔ اب کھیتوں کو پانی دینے کا سوال تھا ۔ پختہ نالی کی تجویز کی گئی ۔ طلباء کو حساب لگا کر بتلایا گیا کہ کس قدر خرچ ہوگا (چوتھی اور پانچویں جماعت کے طلباء سے رقبہ چار دیواری اور اس کی لاگت کے سوالات حل کرائے جا سکتے ہیں ، نیز طلباء سے کہا گیا کہ وہ اپنے بورڈنگ ہاؤس میں بنے ہوئے پختہ حوض کی پیمائش کرائیں ۔ پختہ نالی بنانے میں ، مستری ، طلباء ، مزدور تینوں کا حصہ تھا کام کی تقسیم میں طلباء متحرک اشیاء سے زیادہ دلچسپی لیتے تھے ، مثلاً پانی گارا وغیرہ ۔ بعض طلباء کام کرنے میں بالکل مزدوروں کی نقل کرتے تھے بعض لڑکوں نے چادروں کی جھونپڑی بھی بنا لی تھی ، اولاً طلباء نے نالی کے کچھ حصے کی سطح اندازے سے یکساں رکھی ۔ پانی چھوڑنے پر معلوم ہوا کہ وہ بیچ میں رُکا ہوا ہے ۔ طلباء کو اس موقع پر زمین کی سطح یکساں رکھنے کے مندرجہ ذیل آلات کے متعلق سمجھایا گیا ۔

۱۔ آلہ دی (لکڑی کا آلہ)

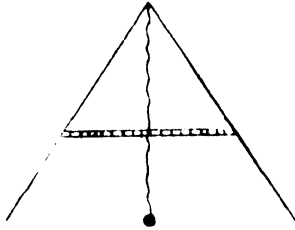
۲۔ سپرٹ لیول

۲۔ ٹین کے برتن میں کارک رکھنا (پانی کے ساتھ)

آخر میں طلبا سے کہا گیا کہ وہ آلدی کے متعلق مضمون لکھ لائیں۔ ذیل میں ایک طالب علم کے مضمون کا اقتباس درج ہے

اقتباس نمبر ۲ ۱۵ر ستمبر

زمین کی سطح کو یکساں کرنے کا آلہ



اس کے بیچ میں ایک لکڑی ہے اور ایک رسی جو بیچ میں ہے اس میں ایک پتھر بندھا ہوا ہے۔ جب دائیں طرف نیچا ہوتا ہے تو دائیں طرف رسی چلی آتی ہے اور جب بائیں طرف نیچا ہوتا ہے تو بائیں طرف رسی نیچی ہو جاتی ہے (اور جدھر رسی نیچے چلی جائے ادھر ڈھلوان سمجھا جائے) اسی طرح اس کی بہت اسی (تعریفیں) ہیں مگر ہمیں اس قدر لمبا چوڑا کرنے

کی ضرورت نہیں ۔ (آفتاب احمد)

جب لڑکوں نے زمین تیار کر لی تو بونے کا سوال پیدا ہوا ۔ زمین کی تیاری کے سلسلے میں مندرجہ ذیل باتیں سکھائی جا سکتی تھیں جو ہم نہ سکھا سکے ۔

۱۔ مختلف قسم کے ہل ۔

۲۔ کیمیائی کھاد (یا کھادیں)

بونے کے وقت طلبا سے کہا گیا کہ اس موسم (سرما) میں جو سبزیاں بوئی جاتی ہیں وہ کاپیوں پر لکھ لائیں ، نیز تم کیا بونا چاہتے ہو ۔ ذیل میں ایک لڑکے کی کاپی سے اقتباس درج کیا جاتا ہے

مدرسہ کا کام (اقتباس نمبر ۳) ۱۸ ستمبر ۳۷ء

موسم سرما کی سبزیاں

۱۔ گوبھی
۲۔ گاجر
۳۔ مٹر
۴۔ مولی
۵۔ میتھی
۶۔ شلجم
۷۔ آلو

مندرجہ ذیل سبزیاں ہم اپنے باغ میں بونا چاہتے ہیں۔

۱۔ گوبھی ۳۔ مٹر

۲۔ شلجم (خاکسار محمد نور خاں)

لڑکوں کو بونے کا طریقہ تبلایا گیا۔ بیج بودیئے گئے۔ پانی دینے کے سلسلے میں طلبار کو سمجھایا گیا کہ ہاتھوں سے پانی دینے اور نالی سے پانی دینے میں کتنا فرق ہے۔

طلبار نے مندرجہ ذیل قسم کے چٹ کارڈ بورڈ پر اپنے کھیتوں میں نصب کئے تھے

اقتباس نمبر ۲

کھیت نمبر	۵
کھیت کے مالک	خلیل الرحمن، احمد بن سالم
کون سی سبزیاں بوئی ہیں	گوبھی، شلجم، مٹر
بونے کا زمانہ	اکتوبر کا پہلا ہفتہ

اس سے پہلے طلبار باغیچے کے ہر ایک حصہ میں دوڑ دھوپ کیا کرتے تھے۔ بونے کے بعد انتظام اور تنظیم کی ضرورت پیش آئی۔ چنانچہ طلبار

نے "نگرانِ باغیچہ" کے نام سے اپنے میں سے ایک طالب علم کو مقرر کیا۔ طلباء سے کہا گیا تھا کہ "نگرانِ باغیچہ کے کام" کے عنوان سے ایک مضمون گھر سے لکھ کر لائیں ذیل میں ایک طالب علم کے کام کا اقتباس درج کیا جاتا ہے۔

اقتباس نمبر ۵

نگران باغیچہ کے کام

۱۔ اگر کوئی چیز کسی کے کھیت میں رہ جائے تو اس طالب علم کا نام لکھ لے۔ اور اوزار اپنے ساتھ لائے۔

۲۔ اگر کسی لڑکے کے کپڑے زمین پر پڑے ہوں تو اس لڑکے کو ماسٹر صاحب کے سامنے پیش کرے۔

۳۔ گودام کی صفائی کا خیال ہر وقت رکھے۔

۴۔ اگر کوئی لڑکا بغیر اجازت سرکاری کھیت میں سے کوئی پودا لائے تو اس کو ماسٹر صاحب کے سامنے پیش کرے۔

۵۔ اگر کسی لڑکے کا کھیت خراب ہو جائے تو ماسٹر صاحب کے سپرد کرے

عبدالعزیز پشاوری

۲۹ ستمبر ۳۰ء

اب طلباء کے لئے سوائے پانی دینے اور گوڈی کرنے کے کوئی خاص کام نہیں تھا، طلباء سے کہا گیا کہ اب تک انھوں نے جو کام جس طریقے سے کیا ہے اُسے وہ قلم بند کریں اس کے لئے اُن کی توجہ مندرجہ ذیل امور کی طرف دلائی گئی

۱۔ زمین کی تقسیم

۲۔ زمین کی تیاری

۳۔ بیج بونا

۴۔ پودوں کا اُگنا اور بڑھنا۔

تقریباً ہر ایک طالب علم نے اپنی معلومات کی بنا پر مندرجہ بالا سرخیوں کے متعلق لکھا (آخر میں طلباء کے مندرجہ بالا مضامین کا اقتباس درج ہے۔)

طلباء باغیچہ میں جس قدر مشترکہ کام کرتے تھے اس مطلب کے لئے اُن کے پاس ایک کاپی تھی جس پر وہ تفصیل لکھ لیا کرتے تھے۔ پہلے مہینے کے پیسے طلباء نے کھا لئے۔ ضرورت محسوس ہوئی کہ ان پیسوں کو بنک کی صورت میں جمع کریں چنانچہ طلباء نے اپنا ایک چھوٹا سا بنک کھولا۔ اب سوال یہ تھا کہ یہ روپیہ کہاں

خرچ کیا جائے۔ مدرسے کے پرائمری جماعتوں کی کوئی دوکان نہیں تھی۔ مدرسہ وکالج کی بڑی دوکان سے درخواست کی گئی کہ وہ روپیہ کسی مفید تجارتی کام میں لگائیں۔ اس موقع پر ہر ایک طالب علم سے منیجر اتحادی دوکان کے نام درخواست لکھوائی گئی۔ ذیل میں ایک درخواست کا اقتباس درج ہے۔

گھر کا کام | اقتباس نمبر ۶ | مورخہ ۸ نومبر

درخواست

منیجر صاحب

السلام علیکم۔ ہمارے یہاں پڑھنے لکھنے کے ساتھ ساتھ باغبانی کا کام بھی کرایا جاتا ہے۔ اسی باغبانی کے سلسلے میں ہم لوگ ہفتے میں دو روز مزدوری بھی کیا کرتے تھے اور (مدرسہ کا کام مثلاً گھنٹہ بجانا۔ بازار سے سامان لانا الگ ہے) اور جو کچھ ہم لوگ ایک ماہ میں کماتے تھے وہ ہمیں ہر مہینے کی پہلی جمعرات کو مل جایا کرتا تھا، ہم لوگ اسے کھاپی کر فوراً ختم کردیا کرتے تھے اب ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ یہ پیسے تجارت میں لگائیں۔ امید ہے کہ

آپ ہر ماہ ہمارے پیسے جمع کرلیا کریں گے۔ دلور خاں،

جب سبزی تیار ہونے کو تھی تو اتفاق سے شیخ الجامعہ صاحب ایک طویل دورے سے واپس تشریف لائے تھے۔ گفتگو کے بعد بچوں نے فیصلہ کیا کہ باغیچہ کی پہلی سبزی بطور تحفے کے پیش کریں۔ اس مطلب کے لئے انھیں دعوت دی گئی۔ جب سبزی تیار ہوگئی تو فیصلہ کیا گیا کہ ہر ایک استاد کے پاس تحفتہً سبزی بھیجی جائے۔ اور اس کے معاوضے میں وہ جو کچھ دیں گے اس کی کتابیں خرید کر کتب خانہ قائم کیا جائے گا۔ لڑکے گھر والوں پر خود سبزی لے گئے۔ اس طرح سے جو کچھ آمدنی ہوئی اس کی کتابیں خریدی گئیں اس سلسلے میں بچوں نے جو کچھ لکھا ہے ان میں سے ایک کا اقتباس درج کیا جاتا ہے

گھر کا کام اقتباس نمبر ۷ ۲۴ر نومبر

بخدمت شریف جناب ماسٹر صاحب

السلام علیکم۔ گذارش یہ ہے کہ ہمارے باغ کے یہ سب سے پہلے شلجم ہیں اس کو ہم آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں اور اس کے معاوضے میں جو کچھ آپ مرحمت فرمائیں گے ہم لوگ کتابیں خرید کر اپنے کتب خانے میں رکھیں گے۔

قمرالدین، درجہ ابتدائی سوم

باقی سبزی بیچنے کے متعلق فیصلہ کیا گیا کہ ایک باتصویر اشتہار تیار کیا جائے جب یہ اشتہار تیار ہو گیا تو طلبا ر نے شیخ الجامعہ صاحب کے نام ایک درخواست لکھی کہ وہ اشتہار ملاحظہ کرنے کے بعد سب سے اچھے اشتہار کو نوٹس بورڈ پر لگوا دیں جو اشتہار نوٹس بورڈ پر لگوایا گیا تھا اس کا عکسی فوٹو ذیل میں دیا گیا ہے۔

اس طرح سے پہلی فصل کا زمانہ ختم ہو گیا۔ کھاد منگوائی گئی تھی لڑکے دوبارہ اپنے کھیتوں میں ازسر نو کھاد وغیرہ دینے میں مصروف ہو گئے اس موقع پر جماعت اول کے لڑکوں نے سوم جماعت کے نام ایک خط لکھا جس میں یہ درج تھا کہ انھیں بتلایا جائے کہ پہلی فصل میں انھیں فائدہ ہوا ہے یا نقصان اس کا جواب ایک لڑکے نے اس طرح دیا ہے

گھر کا کام (اقتباس نمبر ۹) ۹ فروری

جناب والا ہم آپ لوگوں کو بتلاتے ہیں کہ باغبانی میں کیوں نقصان ہوا ہے

١۔ جب بیج ڈالے تو چیونٹی نے کھائے۔

٢۔ لڑکے شلجم، مولی، کھا جاتے تھے۔

٣۔ جب ہم پندرہ دن کی چھٹیوں میں گھر چلے گئے تو شلجم توڑ توڑ

کر پھینکے گئے۔

اس سے زیادہ میں نہیں کہہ سکتا (محمد یحیی)

پہلی فصل کے ختم ہونے پر طلباء سے کہا گیا تھا کہ باغیچہ کی کیفیت کے سلسلے میں مختلف عنوانوں پر مثلاً (۱) ہمارے باغ کی ابتدائی حالت (۲) زمین کی تقسیم (۳) زمین کی تیاری (۴) بیج بونا (۵) پودوں کا اگنا بڑھنا۔ (۶) سبزیوں کا کاٹنا (۷) سبزیوں کا فروخت کرنا) جو کچھ لکھا ہے وہ اسے ایک رپورٹ کی صورت میں مرتب کریں۔ اس مقصد کے لئے چند طلباء کی ایک کمیٹی بنائی گئی تھی جس نے مختلف طلباء کی کاپیوں کو سامنے رکھ کر ہر ایک کے اقتباس لے لئے۔ ذیل میں یہ رپورٹ درج کی جاتی ہے (یہ رپورٹ فروری ۳۱ء کے ایک جلسہ میں سنائی گئی تھی۔)

اقتباس نمبر (۱)

باغیچہ کی کیفیت

جناب شیخ الجامعہ صاحب! ہم نے آج تک جتنا باغیچہ میں کام کیا ہے اپنی اپنی کاپیوں پر مختلف تاریخوں میں کیفیت

درج کرتے رہے ہیں۔ اس کی نقل کرکے آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں امید ہے کہ آپ اس کو سنیں گے۔

ہمارے باغ کی ابتدائی حالت

جب ہم پہلے پہلے باغ میں پہنچے تو باغ بالکل ویران تھا اور بہت بڑے بڑے انار کے درخت تھے اس کے علاوہ ایک کنواں اور ایک حوض تھا۔ زمین ہموار نہ تھی اور کئی درختوں میں بھڑیں بھی تھیں اور ایک لڑکے کو بھی کاٹ کھایا اور پہلے (وہاں) باغبانی بالکل نہیں ہوا کرتی تھی اور ایک عمارت تھی اس میں ایک کمرہ اور چار کوٹھریاں تھیں۔

زمین کی تقسیم

ہمارا باغ ۱۲۸ فٹ لمبا اور ۵۲ فٹ چوڑا ہے اس میں ہر ایک لڑکے کو ۱۲ فٹ لمبا اور ۱۲ فٹ چوڑا کھیت دیا گیا ہے اس کے ہم لوگوں نے ۵ حصے کئے ہیں۔ چار حصے تو برابر کے

ہیں اور ایک حصہ چھوٹا ہے۔

زمین کی تیاری

پہلے ہم لوگوں نے بڑے بڑے درختوں کو کاٹا۔ اس کے بعد منڈیریں بنائیں۔ چونکہ زمین سخت تھی اس لئے ہل چلوایا گیا۔ ہل چلوانے پر منڈیریں ٹوٹ گئیں۔ اس کے بعد پھر دوبارہ ہم لوگوں نے منڈیریں بنائیں۔ پھر اس کے بعد پانی کے واسطے پختہ نالی تیار کی اور پھر پانی دیا اور پھر گوڈی کی

بیج بونا

جب زمین تیار ہو گئی تو ہم لوگوں نے رفتہ رفتہ بیج بونا شروع کیا۔ ہر ایک کھیت کے بڑے کیارے میں چھ چھ انچ کے فاصلہ پر پانچ گوبھی کے پودے لگا دیئے۔ اس کے بعد کیاریوں میں قطاریں کھینچیں اور شلجم کے بیج سے اندر مٹی ملا کر بو دیا گیا۔ مٹی ملانے کی وجہ یہ تھی کہ شلجم کے بیج زیادہ خرچ نہ ہوں

اور دوسری وجہ یہ کہ بیج یکساں پڑے زیادہ اور کم نہ ہوں جب تمام کھیتوں میں بیج بودئے گئے تو ہم لوگوں نے فوارے کے ذریعے ہلکا ہلکا پانی دیا۔

پودوں کا اُگنا اور بڑھنا

ہم نے ایک ہفتے میں نالی کے ذریعے پانی دینا شروع کیا پھر پودے نکلے اور ہم اپنے اپنے کھیت کی رکھوالی کرتے رہے جب پودے پرورش پانے لگے تو ہم نے پھر پانی دیا اور کچھ شلجم کے کھیتوں کے بیج چیونٹیوں نے کھا لئے ۔ اس وقت شلجم کافی بڑھ گئے تھے ۔ اور ہم نے آج تک صرف پانچ چھ بار نالی کے ذریعہ پانی دیا ہے ۔

سبزیوں کا توڑنا

جب میتھی تیار ہو گئی تو ہم لوگوں نے قینچی سے کاٹ کر پاؤ پاؤ بھر میتھی سب ماسٹروں کے ہاں تقسیم کی میتھی تقریباً

ایک مہینے میں تیار ہوئی ہے اور ۱۲ فٹ لمبی اور ۳ فٹ چوڑی کیاری میں آدھ سیر میتھی اُگی ہے اور ایسی کل ۱۴ کیاریاں ہیں اور شلجم تقریباً دو مہینے میں تیار ہوئے ہیں۔ شلجم کی گولائی ۶ انچ ہے اور اب شلجم تیار ہو گئے ہیں۔

سبزیوں کا فروخت کرنا

جب سبزیاں بالکل تیار ہوگئیں تو ہم لوگوں نے اس کو بیچنا شروع کر دیا۔ رفتہ رفتہ ہم لوگوں نے تمام سبزیاں بیچ ڈالیں اس کے بعد تمام کھیت کو صاف کیا۔ پھر منڈیریں بنائیں اور کھیت کی سطح کو ہموار کیا پھر اس کے بعد کھیت کو کھود ڈالا چند کھیتوں میں (دوبارہ) پیاز وغیرہ کے پودے لگا دیئے گئے ہیں مگر بقیہ کھیت چونکہ تیار نہیں تھے اس لئے ابھی ان میں پودے نہیں لگائے گئے ہیں۔

اقتباس کرنیوالے طلبہ
(۱) قمرالدین (۲) فضل الرحمٰن (۳) آفتاب احمد
(۴) نور خان (۵) محمد صدیق (۶) محمد ابراہیم

دوسری فصل بوتے وقت طلبار کو پہلے کی نسبت سہولت تھی اس لئے اس موقع پر طلبار سے حسب ذیل قسم کے چارٹ تیار کروائے گئے ہیں، (باغبانی پر وجکٹ میں جہاں تک تحریری کام کا تعلق ہے اس کی بہت گنجائش ہے کام کی نوعیت بدل کر طلبار سے کام لیا جائے اس سے دلچسپی قائم رہتی ہے)

ذیل میں ایک طالب علم کے چارٹ کا نمونہ درج کیا جاتا ہے

(اقتباس نمبر ۱۳)

معلومات متعلق اوزار باغبانی

نام اوزار	تصویر	استعمال	قیمت	پتہ	کیفیت
۱۔ کدال	یہاں بچے کی بنائی ہوئی تصویریں بنی ہوئی ہیں	سخت زمین کھودنے کا کام دیتا ہے۔ سڑک کنواں، پہاڑ کھودنے کا کام دیتا ہے	عـہ/	چاوڑی بازار شہر دہلی	
۲۔ پھاوڑا		نرم زمین کھودنے کا کام دیتا ہے۔ کیارہ بنانے	عہ/	چاوڑی بازار شہر دہلی	

۳۔ کستی	اور مٹی کھودنے کا کام دیتا ہے گوڈی کرنے اور لکیر کھینچنے کا کام دیتی ہے		۸ ر		چاوڑی بازار شہر دہلی	محمد صدیق

مندرجہ ذیل قسم کا کام کرایا جاسکتا تھا (جو وقت کی کمی کی وجہ سے نہ ہوسکا) غالباً یہ کام آیندہ سال بچوں کے لئے دلچسپ اور مفید ہوگا۔

۱۔ اوزاروں کے مکمل چارٹ

۲۔ ہلوں کے چارٹ

۳۔ موسم سرما کی سبزیوں کے چارٹ

۴۔ موسم گرما کی سبزیوں کے چارٹ

۵۔ موسم سرما کے پھولوں کے چارٹ

۶۔ موسم گرما کے پھولوں کے چارٹ

۷۔ اجناس کے چارٹ

۸۔ سبزیات کے چارٹ

آخر میں اس قدر عرض کر دینا ضروری ہے کہ باغبانی پروجکٹ ایک وسیع اور مستقل حیثیت رکھتا ہے۔ اگر اسے ٹھیک طریقے سے چلایا جائے تو طلباء کو ہر سال کم و بیش فائدہ پہنچتا رہے گا۔

ابتدائی سوم کے چند بچے

اور

اُن کی کہانیاں

ابتدائی سوم کے چند بچے

اور

اُن کی کہانیاں

۲۹ مارچ سنہ ۱۹۳۱ء کو "نانی اماں" کی ایک کہانی (جسے مرزا فرحت اللہ بیگ نے جاڑا، گرمی برسات کی تعریف و مذمت میں لکھا ہی) جماعت میں سنائی گئی۔ بچے بہت محظوظ ہوئے۔ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر طلباء سے کہا گیا تھا کہ وہ اپنے باغیچہ سے متعلق ایک کہانی لکھیں جس میں باغیچہ کی اچھائیاں برائیاں اسی طرح ظاہر کریں، جس طرح بڑھیا نے جاڑا گرمی برسات کے متعلق خیال ظاہر کیا تھا۔

تقریباً سب طلباء نے کہانیاں لکھیں بحیثیت مجموعی ہر ایک طالب علم نے ۶ صفحے لکھے ہیں۔ ہر ایک نے محنت اور دلچسپی سے کام کیا ہی۔ اس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ مضمون زندگی سے متعلق ہے۔ بعض طلباء (جن کا املا بہت کمزو

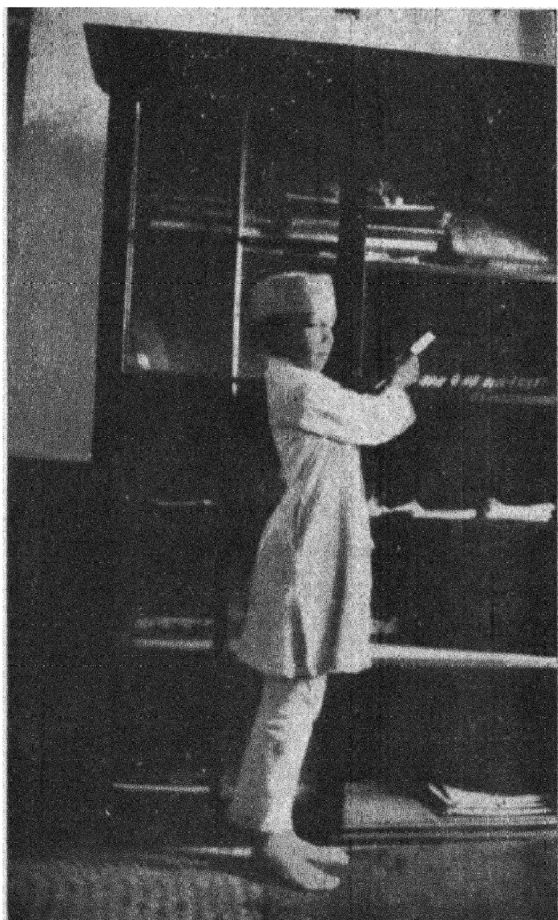
ہے، کے کام سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے پاس خیالات ہیں، مگر وہ اپنا مطلب دوسروں پر اچھی طرح ظاہر نہیں کر سکتے،

عام طور پر طلبار کا خط صاف نہیں ہے۔ جہاں تک کہانی کو تحریر میں منظم کرنے کا تعلق ہے ابھی اس کی ابتدائی حالت ہے۔ خیالات کافی ہیں بعض طلبار نے خیالات کو نہایت خوبی سے مربوط کیا ہے ایسے طلبار کی زبان تھوڑی سی اصلاح کے بعد صاف ستھری معلوم ہونے لگتی ہے۔ جن طلبار نے چھوٹے چھوٹے جملے لکھے ہیں کہانی کو ایک حد تک قابو میں رکھا ہے۔

مختلف طلبار کے چیدہ چیدہ خیالات کو یک جا جمع کیا جائے تو بچوں کے احساسات اور جذبات کا اچھا خاصا ذخیرہ جمع ہو جاتا ہے۔ چند طلباء کے اقتباسات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں، جن سے ان کے خیالات کا عام اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

عبدالناصر

عمر ۱۰ سال، چھوٹے چھوٹے جملوں کی وجہ سے کہانی موزوں ہوگئی ہے، کہانی میں مختلف واقعات کو صرف اسی قدر جگہ دی ہے، جس قدر وہ مستحق ہیں ایک جگہ لکھتا ہے :-



عبدالناصر (ابتدائي سوم)

"...... احمد بڑا خوش ہے۔ محمود غصے کے مارے جلا جا رہا ہے۔ نہ کتابوں کا پتہ ہے نہ قلم کا نہ دوات کا اور موزے بھی غائب ہیں۔ ماسٹر صاحب کو غصہ آ رہا ہے۔ خیر ہائے ولئے کرکے تانگہ آگیا......"

طویل گفتگو نتیجہ پر نہیں پہنچتی ہے مگر اس کا اختتام کس خوبی سے کرتا ہے۔

"...... احمد نے غصے کے ساتھ کہا۔ اس کا ہی تو یہ پھل پایا ہے کہ ریل کی سیر کر رہے ہو۔ مولی، شلجم، گاجر کھاتے تھے، اگر باغیچہ نہ ہوتا تو تم شلجم، مولی کھالیتے اور حوض بھر بھر کر نہلاتے۔ احمد یہ کہہ ہی چکا تھا کہ اسٹیشن آگیا۔ احمد خوشی خوشی ریل سے اُترا......"

ایک طرف بڑے بھائی کی خفگی، دوسری طرف چھوٹی بہن کی چشم پوشی و محبت کو کس انداز سے بیان کرتا ہے۔

"...... محمود کی بہن جمیلہ کو کسی وجہ سے دیر ہو گئی جس وقت وہ پانی لائی محمود نے اس کو گُھرکی دی اور کہنے لگا اتنی دیر کیوں کی، جمیلہ چپکے سے بھاگ کر دوسرے کمرے میں جا چلی

گئی۔"

خیال ملاحظہ کیجئے۔

"ہم اپنے باغیچہ کو باغ بنانا چاہتے ہیں۔"

فرخ عزیز

عمر ۹ سال۔ محمود اپنی ماں کو باغیچہ کا حال سنا رہا ہے۔ مگر خیالات میں بچپن ہے کہتا ہے:۔

"ہمارا کھیت ایسا اچھا ہی کہ سب سے بازی لے گیا۔ ارے باجی اماں ہم ایک بات تو کہنی بھول گئے۔" بٹیا وہ کیا تھی۔ محمود نے کہا ہماری ریل گاڑی بولی چھک چھک۔ ہاں تو ہمارا کھیت سب سے اچھا تھا۔"

محمود باوجودیکہ شریر ہے مگر اس کی شرارت کو دیکھتے ہوئے والد کے گھر سے جانے سے انکار کرنے پر محمود کی حالت ملاحظہ کیجئے۔

"اتنے میں رات کا وقت ہو گیا، اور محمود کو اس کے والد نے بلایا اور کہا کہ بٹیا میں جاتا ہوں۔ محمود نے آنکھوں میں آنسو لاکر کہا کہ اباجی اب میں ایسا نہیں کروں گا۔"

فضل الرحمٰن

عمر ۸ سال - کہانی کے اشخاص کو ابتدا میں گمنام رکھا ہے۔ آگے چل کر ان کو کس خوبی سے منظرِ عام پر لاتا ہے۔

"......... اور جب ریل آگئی تو سوار ہوکر چل دیے
اُن میں دو لڑکے تھے - ایک ہنس مکھ اور ایک روتی صورت
پہلے ہم تمھیں ہنس مکھ کا حال سناتے ہیں ...."

بحیثیت مجموعی کہانی اچھی لکھی ہے، محتاط اور مناسب جملے ہیں، گپ شپ کو زیادہ دخل نہیں دیا ہے۔

رحیم الدین خاں

عمر ۸ سال - چھوٹے چھوٹے جملے استعمال کرنے سے کہانی بہت قابو میں رکھی ہے - ملنے جلنے کے آداب و طریقوں کو سلیقے سے لکھا ہے۔

"......... خوب مزے سے کھایا - ماں وغیرہ سے
کچھ باتیں ہوئیں، پھر اپنے رشتہ داروں سے تھوڑی سی
باتیں ہوئیں - پھر دوسرے روز باتیں ہوئیں -

والدہ کے حسب حال کس خوبی سے جملہ ادا کیا ہے۔

"...... رات ہوئی۔ والدہ نے پوچھا۔ وہ جو باغیچہ

کے کارڈ آتے تھے اس کا قصہ سناؤ۔"

احمد السورتی

عمر ۱۰ سال، کہانی میں ایک واقعہ کو ظاہر کرنے کے بعد دوسرے

واقعہ کو کس خوبی سے شروع کرتا ہے۔

"...... اگست کے مہینے کی گرمی میں زمین کھودنی

پڑتی ہے، پانی کھینچنا پڑتا ہے ......"

اور فرخ ایک ہنس مکھ اور ہوشیار لڑکا ہے ......

......"

قمرالدین

عمر ۱۱ سال۔ مندرجہ بالا مطلب کو یہ طالب علم اس طرح ادا کرتا ہے

"...... رات ہو جاتی ہے۔ نماز پڑھ کر سو

جاتے ہیں۔

اب محمود کا حال سنئے ......"

رحیم احمد

عمر ۱۰ سال۔ معلوم ہوتا ہے کہانی کے ہیرو کو ایک غریب خاندان کا لڑکا تصور کیا ہے اور اس لڑکے کے کئی بھائی بہن فرض کرلئے ہیں۔ ایک عرصے کی جدائی کے بعد ماں بچے کو مٹھائی کھلانی چاہتی ہے مگر دوسرے بہن بھائیوں کی نظر چھپا کر۔

"اس کی ماں نے اسے ایک جگہ لے جاکر محمود کو ایک تل کا لڈو دیا"

عبدالعزیز

عمر ۱۴ سال۔ باغیچہ کو جلد از جلد سرسبز دیکھنے کے خیال سے نیز باغیچہ کے ساتھ اپنے انتہائی شغف کو ظاہر کرنے کے لئے لکھتا ہے:۔

"آخر ہم لوگوں نے اپنے باغیچہ کی زمین وغیرہ ٹھیک کی جب زمین وغیرہ ٹھیک ہوگئی تو ہم لوگوں کو یہی خیال رات دن لگا رہتا تھا کہ بیج کب بوئیں گے۔ آخر خدا خدا کرکے بیج بوئے لیکن پھر بھی یہی خیال کہ پودے کب اگیں گے۔ ہفتہ کے بعد پودے بھی اُگ آئے لیکن پھر یہ خیال تھا کہ شلجم کب اُگیں گے ......"

باغیچہ کی تعریف میں ایک جگہ لکھتا ہے:۔

"باغیچہ نہیں تھا بلکہ جنت تھی ...."

محمود اگرچہ شریر ہے مگر ایک مدت کے بعد گھر جانے پر اس کا عارضی خاموش رہنا، پھر شرارت کو کس طرح ظاہر کرتا ہے۔

"پہلے تو بڑے آرام سے چپ چاپ تہذیب کے ساتھ گھر گیا جانا تھا کہ وہی حال ہو گیا جو بورڈنگ میں تھا۔"

محمد یحییٰ

عمر ۱۲ سال۔ شریر محمود کی شرارتوں کو ظاہر کر کے طنزاً لکھتا ہے۔

"یہ محمود اپنے استادوں اور اپنے بورڈنگ کو روشن کرنے والا ماں کا پیارا محمود بچہ!"

محمود کے گھر پہنچنے پر اس کی ماں پوچھتی ہے۔

"محمود بیٹا! اچھے رہے۔"

نور خاں

عمر ۱۲ سال۔ دو کیرکٹر کا مقابلہ کس خوبی سے کرتا ہے

"اتنے میں عصر کی نماز کا وقت ہوا۔ احمد گیا۔ لوٹے میں پانی لایا اور والد صاحب سے کہا وضو کیجئے۔ احمد کے والد

نے وضو کیا ...."

"اتنے میں محمود کے والد عصر کی نماز پڑھ کر آئے، اور کہا "محمود تم نے ابھی عصر کی نماز نہیں پڑھی" محمود نے کہا۔ "ابھی میں ذرا اپنا موزہ تلاش کرلوں پھر جاتا ہوں ...."

محمود کی شرارت اور اس کے غصہ ہونے پر اس کی والدہ کی مہر و شفقت اور پریشانی کو کس طرح ادا کیا ہے۔

"شربت میں کچھ میٹھا کم تھا۔ محمود نے غصہ کے مارے گلاس پٹخ دیا اور کہا میں نہیں پیوں گا ایسا شربت، والدہ بہت پریشان ہوگئیں اور پھر دوبارہ جلدی جلدی شربت بنایا تب جاکر آپ نے شربت نوش فرمایا۔ محمود کی والدہ نے کہا بیٹا تم رات کے تھکے ہوئے ہو ذرا سو رہو پھر اٹھ کر کھیلنا۔"

ابوالکلام

عمر ۱۱ سال، تند مزاج محمد کی مردہ دلی ظاہر کرنے کے لئے لکھتا ہے

"گاڑی پر سوار ہو کر گھر چل دئے۔ جب گھر چل دئے تو ریل گاڑی میں نہ تو انھوں نے باتیں کیں نہ کچھ اسٹیشن پر۔ نہ ٹہلے نہ کچھ کرتے

باغیچہ کے متعلق اچھے خیالات ہیں مگر طالب علم بیان نہ کرسکا اپنے اس جذبے کو صرف اس طرح ظاہر کرتا ہے۔

"جو آفتاب لڑکا ہے وہ اپنی ماں کو خوشی کی خبر سناتا ہے،
ماں کا دل بہل جاتا ہے۔ اور ماں کے دل میں ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ میں باغ میں ٹہل رہی ہوں۔"

آفتاب احمد

عمر ۱۱ سال۔ خیالات گہرے ہیں۔ دماغ پایا ہے۔ پلاٹ خوب کرتا ہے، نفاست پسند ہے۔ اپنے کیرکٹر کو قائم رکھتا ہے۔ اس آٹھ ماہ کے عرصے میں میں نے شاذ و نادر ہی دیکھا ہے کہ جس چیز پر قلم اٹھایا ہو اس میں پھوہڑپن ظاہر کیا ہو۔ زبان صاف ستھری ہے، ایک جگہ لکھتا ہے۔

"خیر یہ بھی گھر پہنچے۔ اب فرخ کی بہن بھیا بھیا کہہ کے کمر
سے چمٹ گئی۔ فرخ نے بہن کو گود میں اٹھالیا، اور پوچھا کہ
اماں کہاں ہیں۔ اس نے کہا کہ کھانا نکال رہی ہیں۔"

کہانی کے ہیرو پر نکتہ چینی کرکے اس کے جواب میں کیرکٹر کو قائم

رکھا ہے۔ لکھا ہے۔

"فرخ تمہاری رپورٹ کے ذریعے معلوم ہوا ہے کہ تم نب سے لکھتے ہو۔ تو فرخ نے کہا کہ اماں جان نب سے لکھنے کی عادت پڑ گئی تھی، اب کوشش کرتا ہوں (نہ کہ کوشش کروں گا) کہ چھوٹ جائے۔"

ایک اور جگہ ہیرو کے متعلق لکھتا ہے۔

"اب فرخ نے کھانا وغیرہ کھایا پیا۔ راستے میں تھک گیا تھا اس وجہ سے سو گیا۔"

بہن اور والدہ کی شفقت و محبت کو کس طرح ظاہر کرتا ہے۔ ایسے موقع پر بہن اور والدہ کا جواب نسائیت لئے ہوئے ہے۔ محمود کہتا ہے۔

"ایک ماسٹر صاحب نے ایسی بری طرح مارا کہ میری زبان تقریباً ایک منٹ تک باہر رہی یہ سن کر اس کی ماں و بہن 'اوہو' کرنے لگیں۔ اس طرح محمود نے مدرسہ اور بورڈنگ کی شکائتیں کیں۔"

اس بات کو کبھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ چھوٹے چھوٹے واقعات

(STIMULUS) سے بچّے کے دماغ میں کوئی جوڑ پیدا نہیں ہوتے ہیں محرکات سی ہمیشہ نتیجہ (RESPONSE) پیدا ہوتے ہیں خواہ وہ غلط ہوں یا صحیح۔ سنہری تحفے کے طور پر پیش کرنے کے سلسلے میں جو ایک واقعہ ہوا ہے، بچے کے دماغ میں اس کا جوڑ بنا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ اس واقعے کا استعمال اس نے کہانی میں ایسی جگہ کیا ہے جس میں وہ ایک حد تک بری الذمہ ہے۔ محمود کہتا ہے۔

"......... مگر ایک ماسٹر نے ایک پائی بھی نہیں دیا بلکہ وہاں سے بھگا دیا۔ اس وجہ سے میں اب جامعہ میں پڑھنے نہیں جاؤں گا..............."

اس کہانی میں آفتاب نے کئی ایک جگہ گرہ ڈال کر اس کا حل خوب ڈھونڈا ہے۔ پھر لطف یہ کہ اس کشمکش میں کیرکٹر کو بدستور نہ صرف قائم رکھا بلکہ اور مضبوط بنا دیا ہے۔ شریر محمود اپنے والد سے گفتگو کے دوران میں کہتا ہے۔

"ماسٹر صاحب سے کہا تو انھوں نے اس کو خوب سزا دی اس وجہ سے اب ہم جانا نہیں چاہتے ہیں"۔۔۔۔ ان کے والد نے جو یہ باتیں سنیں کہنے لگے۔ ایں! تم نے جامعہ میں یہی پڑھا ہے کہ اپنے ماسٹروں کی پیٹھ پیچھے چغلی کھایا کرو میں اب کی جامعہ جاؤں گا تو ماسٹر

سے پوچھوں گا۔ سچ جھوٹ معلوم ہو جائے گا"

"اب تو محمود صاحب کے دماغ چکرا گئے اور سوچنے لگے....

...... بہت دیر کے بعد ترکیب سوچی کہنے لگے......"

گناہ گار انسان اپنے عیوب کو چھپانے کے لئے جو راز پوشیدہ رکھتا ہے اس کا اظہار طالب علم نے کس خوبی سے ادا کیا ہے۔ محمود کہتا ہے۔

"ماسٹر صاحب تو آپ کو کبھی نہیں بتائیں گے، کیونکہ اپنا راز بھی کوئی ظاہر کرتا ہے۔"

کہانی کا اختتام جس طریقے سے اس طالب علم نے کیا ہے کسی لڑکے نے ایسا نہیں کیا ہے۔ کہانی کے دونوں اشخاص کو تعطیلات ختم ہونے پر جامعہ میں واپس لایا ہے مختلف واقعات سے متاثر ہو کر دونوں کو جس حالت میں یہاں چھوڑا ہے وہ عجیب وغریب ہے۔

.... دوسرے دن وہاں سے چلے تو ریل ملی

یہ دہلی آئے تو بھی آپ غمگین ہیں۔ نہ ادھر چین نہ ادھر چین اور

فرخ اب ڈے اسکالر ہو گئے ہیں۔"

طالب علم کی لکھی ہوئی کہانی بطور نمونہ درج ہے۔

دو قسم کے لڑکے

(آفتاب احمد ابتدائی سوم)

مئی کا مہینہ ہے۔ سالانہ امتحانات ہو رہے ہیں۔ سب لڑکے گھر جانے کے لئے خوشی منا رہے ہیں۔ کوئی بستر باندھ رہا ہے۔ کوئی سامان خرید رہا ہے مگر محمود ہے کہ کسی سے لڑتا ہے۔ کسی سے جھگڑتا ہے۔ رو رہا ہے، روتی صورت ہے۔ خیر اب محمود کے آدمی گھر سے محمود کو لینے کے لئے آئے مگر پھر بھی روتی صورت کے روتی صورت نظر آتے ہیں خدا خدا کر کے جناب گھر پہنچے۔

اب فرخ بہت خوش ہے کہ اب گھر جاؤں گا اور تھوڑے اسکالر ہو جاؤں گا خیر یہ بھی گھر پہنچے اب فرخ کی چھوٹی بہن بھیا بھیا کر کے کمر سے چمٹ گئی فرخ نے بہن کو گود میں اٹھا لیا، اور پوچھا کہ اماں جان کہاں ہیں۔ اس نے کہا کہ کھانا نکال رہی ہیں۔ ماں نے جو فرخ کی آواز سنی تو جلدی سے شربت بنایا فرخ نے ہاتھ دھویا اور شربت پیا اب ماں نے پوچھا کہ تمھاری رپورٹ کے ذریعے معلوم ہوا ہے کہ تم نب سے لکھتے ہو۔ فرخ نے سر نیچا کر لیا اور بولے کہ اماں جان نب سے لکھنے کی عادت پڑ گئی تھی اب کوشش کرتا ہوں کہ چھوٹ جائے۔ پھر فرخ کی ماں نے کہا تم

باغبانی بھی کرتے ہو۔ فرخ نے کہا جی ہاں باغبانی بھی کرتا ہوں۔ وہ وہ مزے آتے ہیں کہ دل چاہتا ہے کہ ہر دم باغبانی کریں مگر افسوس یہ ہے کہ باغبانی کا صرف ایک ہی گھنٹہ ہوتا ہے۔ ہاں کبھی کبھی ایک اور گھنٹہ لے لیا جاتا ہے۔ ایک مرتبہ پہلے گھنٹے سے لے کر ساتویں گھنٹے تک کام کیا یعنی جب تک پڑھائی ہوتی ہے۔ اس دن جو مزہ آیا تھا کبھی نہیں آیا۔ وہ یہ کہ ہم لوگوں نے ایک نیکر پہن رکھی تھی اور پانی بھر کر خوب نہا رہے تھے، اس دن ہم لوگوں نے پختہ نالیاں بھی بنائیں ہاں مستری بھی آیا تھا کوئی لڑکا منڈیر ٹھیک کر رہا ہے کوئی پانی کھینچ رہا ہے۔ کوئی نالی بنا رہا ہے۔ غرض ہر ایک لڑکا کام ہی کر رہا ہے

یہ سب تو چھوڑئے۔ مزا تو زیادہ اس وقت آیا ہے کہ تمام لڑکوں کے کھیت ہرے بھرے ہیں، جدھر نظر اٹھا کر دیکھو سبزہ ہی سبزہ نظر آتا ہے اور یہ بھی سنئے کہ ہم نے کون سی سبزیاں بوئی تھیں۔ ذرا غور سے سنئے۔

۱۔ گوبھی

۲۔ مٹر

۳۔ شلغم

کسی کے کھیت میں مولی بھی اُگ آئی تھی یہ سب چیزیں تو ابتدائی موسم

کے لڑکوں نے بوئی تھیں، اب ذرا اول، مکتب وغیرہ کی بوئی ہوئی چیزیں سنئیے وہ یہ ہیں۔

۱۔ گاجر

۲۔ مولی

۳۔ شلغم

بوئے گئے تھے۔ یہ ہماری محنت کا ثمر ہے۔ جیسے جیسے ہمارا کھیت بڑھتا جاتا تھا اسی طرح ہمارا دل اُچھلتا جاتا تھا۔ خیر خدا خدا کرکے ہمارا کھیت ہرا بھرا ہوگیا۔ تو ہم لوگوں نے تحفہ کے طور پر سبزیاں استاد صاحبان کو دیں۔ کسی ماسٹر صاحب نے ۴ آنے کسی نے ۸ آنے کسی نے ایک روپیہ، خیر ہمیں کہنا یہ ہے کہ ہر ایک ماسٹر صاحب نے ۴ آنے سے لے کر ۸ آنے ایک روپیہ تک دیا فرخ نے کہا اماں بھوک لگ رہی ہے بہن کھانا لائی۔ فرخ نے کھایا پیا۔ راستے میں تھک گیا تھا سوگیا

پھر صبح ہوئی۔ فرخ سو کر اُٹھے ہیں۔ ہاتھ مُنہ دھویا۔ نماز صبح ادا کی پھر کھیلنے چلے گئے۔ وہاں پہنچ کر تمام لڑکوں سے ملے۔ پھر خوب کھیل ہوا۔ جب شام ہوگئی تو وہ کھیل کر واپس آئے۔ ہاتھ منہ دھو کر بیٹھے تو کچھ باتیں ہوئیں اس کے بعد فرخ نے کہا ہم جب کھیل رہے تھے تو ہم کو بورڈنگ کے لڑکوں کی یاد آگئی کہ

کبھی ہم وہاں لڑکوں کے ساتھ کھیلا کرتے تھے۔ سب لڑکوں کے ہاتھ میں ہاکیاں ہیں۔ اُدھر بال گیا تو فوراً لڑکے اودھر دوڑے اِدھر بال گیا تو اِدھر دوڑے۔ ان کی ماں نے پوچھا کہ سب سے اچھا کون کھیلتا ہے۔ فرخ نے کہا ظریف اور محمد اور منظور وغیرہ کھیلتے ہیں۔ اب ناشتے کا وقت تھا اس وجہ سے ناشتہ کیا پھر کہانیوں کی کتابوں کو پڑھنے لگے۔

ذرا محمود کا حال سنئیے آپ گھر پہنچے بہن بھائی کمرسے چمٹ گئے مگر محمود نے ہر ایک کو جھڑکا کر بھگا دیا۔ خیر گھر میں گئے ماں نے شربت بنایا۔ اُن کا ہاتھ منہ دُھلایا، شربت پلایا اور پوچھا کہ تمھاری رپورٹ بہت خراب آتی ہے۔ ہر دم یہی آتی ہے کہ کمزور ہے تم کیا وہاں کوشش نہیں کرتے ہو؟ محمود صاحب خاموشی سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ کچھ جواب نہیں دیتے ہیں۔ چہرے پر شکن پڑ گیا ہے۔ والد نے بھی باغبانی کے بارے میں پوچھا تب محمود صاحب غصے میں کہنے لگے ارے باغبانی باغبانی کا تو نام بھی مت لو۔ گرمی کا دن ہی، لنگی کو گھٹنے تک باندھے ہوئے دھوپ میں تلوے جل رہے ہیں، بدن جل رہے ہیں۔ مٹی اور کھاد لاتے لاتے سر میں درد ہو جاتا ہے۔ خیر کسی طرح پودے تیار ہوئے تو ہر ایک ماسٹر نے تو نہ آنے سے لے کر ایک روپیہ تک دیا۔ مگر ایک ماسٹر نے تو ایک پائی بھی نہیں دی

بلکہ الٹا بھگا دیا۔ ہاں ایک بات تو میں بھول ہی گیا۔ وہ یہ تھی کہ ہم تحفہ پیش کرنے کے لئے دھوپ میں گئے۔ سر پر ٹوکری اور اس میں مٹھی، سر میں درد ہو گیا۔ ایک لڑکا ابوالکلام تھا ہم لوگ تحفہ دے کر واپس آرہے تھے تو ہمارے ایک ماسٹر نصیر احمد صاحب ہیں وہ آرہے تھے تو ابوالکلام اُن کی سائیکل پر بیٹھ گیا۔ ابراہیم ایک لڑکا تھا جس نے ابوالکلام کا پیر پکڑ کر کھینچ لیا وہ گر گیا اور اس کو سخت چوٹ آئی اور زخم ہو گیا۔ ماسٹر صاحب کو کہا گیا تو انھوں نے اس کو خوب سزا دی اسی وجہ سے اب ہم جامعہ جانا نہیں چاہتے۔

ان کے والد نے جو یہ سب باتیں سنیں" کہنے لگے ایں؟ تم نے جامعہ میں یہی پڑھا ہے کہ اپنے ماسٹروں کے پیٹھ پیچھے اُن کی شکایت کرو۔ یہ کیسی بات ہے میں اس مرتبہ پہنچانے جاؤں گا تو ماسٹر صاحب سے پوچھوں گا تو تمھارا جھوٹ سچ معلوم ہو جائے گا"

اب تو محمود صاحب کے دماغ چکرا گئے اور سوچنے لگے کہ اگر اپنے جھوٹ کا اقرار کرتا ہوں تو شرمندہ ہوتا ہوں اور والد صاحب الگ خفا ہوتے ہیں اب کیا چال چلنا چاہیے۔ اب تو کوئی تدبیر معلوم نہیں ہوتی اب تو پٹنا ضرور ہے۔ معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے۔ بہت دیر کے بعد یہ ترکیب سوجھی کہ کہہ دینا

چاہیئے کہ ماسٹر صاحب تو آپ کو کبھی نہیں بتائیں گے کیوں کہ اپنا راز بھی کسی کو کوئی بتاتا ہے۔ وہ تو کبھی بھی آپ کو نہیں بتائیں گے تو اُن کے والد نے کہا کہ میں پوچھ کر دیکھوں گا کہ وہ بتاتے ہیں یا نہیں۔ پھر اُن کے والد نے کہا جاؤ رات ہو گئی ہے۔ سو رہو۔ محمود سو گیا۔

اسی طرح سے دو مہینے گذر گئے اب محمود گھر سے واپس آئے ہیں گھر سے آتے وقت آپ کبھی ادھر چھپ جاتے ہیں کبھی ادھر۔ ان کے والدین اُن سے بہت خفا ہوئے تب جاکر آپ تانگے پر سوار ہوتے۔ وہاں سے چلے تو راستے میں کبھی پیشاب کرنے کے لئے اُترتے کبھی پانی پینے کے لئے۔ خدا خدا کر کے اسٹیشن پر پہنچے، وہاں ریل چھوٹ چکی تھی، پھر گھر واپس آئے دوسرے دن پھر وہاں سے چلے تو ریل ملی یہ دہلی آئے تو بھی غمگین، نہ ادھر چین نہ ادھر چین۔ (اور) فرخ اب ڈے اسکالر ہو گئے۔

ہمارے موسم

(۱۰ اپریل ۱۹۵۱ء کو درسی کتاب سے "موسم" کا سبق پڑھا گیا۔ سبق میں
عام حالت بیان کی گئی تھی، میں نے ابتدائی سوم کے طلباء سے کہا کہ وہ
"ہمارے موسم" کے عنوان سے ایک مضمون لکھیں جس میں تبلائیں کہ اُن کے ضلع
میں مختلف موسموں کی کیا حالت رہتی ہے۔

تقریباً ہر ایک لڑکے نے لکھا۔ خط کی شکایت بدستور ہے۔ خیالات میں
اضافہ ہے۔ صیغہ "حال" کا استعمال آسانی سے کرتے ہیں۔ صیغہ "ماضی" اور "مستقبل" کا
یا تو استعمال نہیں کیا ہے اگر کیا ہے تو بہت سی غلطیاں ہیں۔

مضمون سے متعلق تصویریں بنانے کے لئے کوئی ہدایت یا رہنمائی نہیں
کی گئی تھی مگر تین چار لڑکوں نے اپنی خوشی سے یہ کام کیا ہے۔ ظاہر ہے اس میں
اُن کی دلچسپی تھی، اس لئے تصویریں مناسب ہیں۔

بدستور سابق اس مضمون میں بھی بچوں کے مختلف خیالات دیکھنے
کی کوشش کی جائے، تو بچوں کی ذہنی حالت سمجھنے اور اسے ترقی دینے میں
مدد ملتی ہے جن طلباء نے تصنع سے کام لیا ہے دوسرے طلباء کی نسبت پیچھے

رہ گئے ہیں۔ اس فرق کے متعلق بچوں کو سمجھا دیا گیا ہے۔ ذیل میں چند طلبا کے اقتباسات درج کئے جاتے ہیں۔

عبدالسمیع

دہلی کا رہنے والا ہے۔ ایک تو خیالات میں تسلسل پھر اس پر چھوٹے چھوٹے فقرے۔ مضمون کافی دلچسپ ہو گیا ہے۔ ایک جگہ لکھتا ہے۔

"ایک دن کیا ہوا، بچے گھومتے تھے اور کہتے تھے اللہ میاں مینہ برسا دو۔ ایک دم بادل بولا۔ بچے شور مچانے لگے کہ اللہ میاں بولے۔ مینہ برسا، ٹھنڈی ہوا آنے لگی .... اماں جان نے کہہ دیا کہ نہا لو۔ خوب نہائے پھر کپڑے بدلے۔۔"

ایک موسم کا حال ختم ہونے کے بعد دوسرے موسم کا حال کس خوبی سے شروع کیا ہے اور براہِ راست اپنے مطلب پر چلا گیا ہے۔

"جاڑا بڑا سخت ہوتا ہے۔ صبح کو چنے والا آیا۔ چنے لئے گرم گرم خوب کھائے۔ شام ہوئی باجرے کی روٹی کھائی شلجم کے ساتھ خوب کھائی پھر سو گئے۔"

رمضان شریف کا ذکر کر کے لکھتا ہے۔

"صبح اُٹھے روزے سے۔ شام ہوئی، اذان ہوئی۔ لڑکے

بھاگ کر آئے۔ اماں جان اذان ہو رہی ہے۔ اماں جان نے روزہ کھول لیا۔"

عبد الحی

شاہ جہاں پور کا رہنے والا ہے۔ تصویریں بڑی سرعت سے بناتا ہے۔ مشکل سے مشکل منظر کو اپنے مخصوص انداز میں با تصویر کرتا ہے۔ وہ اس قابل ہوتا ہے کہ اُسے نظر انداز نہ کیا جائے۔ مضمون میں جا بجا تصویریں ہیں۔ ۱۵ر اپریل ۱۹۳۱ء کو یہ کام دیا گیا تھا ۱۶ر کی صبح کو طالب علم میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ کل والا مضمون تھوڑا لکھا ہے، پہلے اور دوسرے گھنٹے کی اجازت دلوا دیجئے۔ طبیعت چاہتی ہے کہ الگ کمرے میں بیٹھ کر خوب لکھوں۔ ظاہر ہے ایسے موقع پر طالب علم کو اجازت نہ دینا۔ اس کی ذہنی طاقت کو پامال کرنا تھا۔ میں نے شوق سے اجازت دلوا دی طالب علم کی طبیعت موزوں تھی، لکھا اور خوب لکھا۔

گرمی کا آغاز کس خوبی سے کرتا ہے۔

"بہار کے پندرہ روز ختم ہونے میں کئی روز باقی تھے کہ کچھ کچھ گرمی شروع ہو گئی .... بہار کا موسم ختم ہوتے ہی تیز اور سخت دھوپ شروع ہو گئی، لو سے ہزاروں آدمی

مر گئے، بعض کو کھانسی ہوگئی، بعض کو بخار آنے لگا۔ کسی کو
دمہ ہوگیا، ہزاروں جانور مر گئے۔ بے حد تکلیف اُٹھانی پڑی

"......زمین پر اگر چلتے ہیں تو زمین کے اوپر جو پتھر ہوتے ہیں وہ
اور بھی ناک میں دم کئے دیتے ہیں اور سورج کی گرمی سے تو ہر
وقت تپتے رہتے ہیں لوہے سے پتھروں کو جلائے دیتے ہیں صد ہزار
کوشش کے بعد گرمی ٹلنی شروع ہوئی "

تقریباً تمام تصویریں مناسب ہیں۔ تصویر نمبر ۵ کا خیال حسب ذیل ہے
رات کا وقت ہے۔ چاندنی نکھری ہوئی ہے۔ تارے چمک رہے ہیں ایک
آدمی ٹارچ کی روشنی کئے ہوئے مسجد جارہا ہے۔ تصویر میں چھتری کا خیال ٹھیک
نہیں ہے۔ سڑک ٹیڑھی ہے۔ مگر روشنی خط مستقیم پر ہے۔

محمد صدیق آزاد

دیہات کا باشندہ ہے۔ مگر ایک عرصے سے دہلی میں رہتا ہے۔ دیہات کے
مناظر نے طالب علم کے دماغ پر کافی اثر کیا ہے۔ مضمون میں دہلی کی دلچسپیوں کا
کہیں ذکر نہیں ہے۔ ہر جگہ دیہات کا ذکر ہے۔ لکھتا ہے۔

"......پھر جب اُٹھتے ہیں تو منہ ہاتھ دھوکر

روٹی موٹی چنے کی جوار کی کھاتے ہیں جب کھا چکتے ہیں تو آرام کر کے رہٹ چلانا شروع کرتے ہیں ....

اگر ہاں بارش ہو تو یہ چھوٹی جھونپڑی کھیت کے قریب سوکھے ہوئے گنے یا پھونس اور چھوٹی چھوٹی لکڑیوں سے بنا لیتے ہیں ۔"

گرمی کا حال بیان کرنے میں بھی دیہات کا ذکر ہے ۔

"........ اس کے بعد لڑکے تو اسکول چلے جاتے ہیں ...... ادھر آدمی کھیت پر پہنچتے ہیں ۔ اپنے کام میں لگ جاتے ہیں ۔"

مظہر الحق

مضمون شروع سے آخر تک پڑھنے کے قابل ہے گرمی کا ذکر کر کے لکھا ہے "گرمی پڑ رہی ہے جس کو دیکھو کوئی برف لا رہا ہے کوئی تربوز، کوئی ٹھنڈی ٹھنڈی چیزیں لا رہا ہے ۔ آدمی نوکری پر سے آئے جس کے ہاتھ میں دیکھو کچھ کچھ چیز ہے ۔"

برسات کا آغاز و اختتام کس خوبی سے کرتا ہے ۔

"برسات آگئی بڑے زور کی ہو رہی ہے۔ اولے پڑ رہے ہیں۔ اور باہر جو چیز رکھی تھی اس میں بھی اولے ہیں......
...... جہاں مینہ تھا لڑکے بیر بہٹی کی تلاش میں نکلے۔"

محمد نور خاں

دیہات کا رہنے والا ہے۔ زمیندار طبقے سے تعلق رکھتا ہے۔ شاید باغبانی کا کام کرنے سے کسانوں سے کافی ہمدردی ہو گئی ہے۔ گرمی کا ذکر کر کے ایک جگہ لکھتا ہے۔

"گرمیوں کے دن میں ہم لوگ دن بھر پڑھنے لکھنے اور آرام کرنے میں گذارتے ہیں مگر غریب کسانوں کو تو خواہ جاڑا ہو یا گرمی، یا برسات ہو وہ تو اپنا کام بدستور جاری رکھتے ہیں کیوں کہ وہ بھی اگر ہم لوگوں کی طرح سے آرام و آسائش سے رہنے لگیں تو ان بیچاروں کو نہ تو کھانے کو ملے اور نہ پینے کو اور یہ غریب کسان بے چارے مر جائیں۔"

مجھے اچھی طرح یاد ہے میں نے جماعت میں طلبا کو سمجھایا تھا کہ باران رحمت اور کنوئیں سے پانی دینے میں کتنا فرق ہے۔ بارش کی وجہ سے کس قدر لاگت

کم ہو جاتی ہے۔ طالب علم نے برسات کے سلسلے میں مناسب جگہ اس کا ذکر کیا ہے۔ لکھتا ہے۔

'برسات کا موسم آیا کسانوں کے لئے خوشی کا دن آیا۔ اس موسم میں ان کو سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ان کو اپنے بڑے بڑے کھیتوں میں اپنے ہاتھوں سے پانی نہیں دینا پڑتا بلکہ اُن پر خدا کی مہربانی کی بارش ہوتی ہے "

قمرالدین

دہلی کا رہنے والا ہے۔ مگر سیلانی معلوم ہوتا ہے۔ برسات کے سلسلے میں ایک جگہ لکھتا ہے۔

"........ گھروں کے اندر پوری، گلگلے وغیرہ پکتے ہیں لوگ سیر کو نکلتے ہیں۔ تالاب بھر جاتے ہیں۔ ماہی گیر مچھلیاں پکڑتے ہیں۔ لوگ سیر کو نکلتے ہیں رات کے وقت کُشتی ہوتی ہے "

معلومات عامہ اور باغبانی کے سلسلے میں سیکھی ہوئی چیز کا ذکر کس مناسب موقع پر کیا ہے۔ گرمی کے سلسلے میں لکھتا ہے۔

'مگر غریب کسانوں کی مصیبت آئی ہے، پانی دیتے ہیں

سورج بھاپ بنا کر اُڑا لے جاتا ہے۔ غریب کسانوں کو بار بار پانی دینا پڑتا ہے۔"

احمد داؤد

ساحلی علاقے کے قریب کا رہنے والا ہے۔ اپنی جائے رہائش کے متعلق لکھتا ہے۔

"کبڈی کھیلی جا رہی ہے۔ نہ گرمی ہے اور نہ سردی۔ کیا اچھا ملک ہے جہاں کہ نہ گرمی ہے اور نہ سردی۔"

رحیم الدین خاں

قائم گنج کا رہنے والا ہے۔ بچے کو تن پوشی اور عریانی کا ابھی احساس نہیں ہے۔ خدا کرے یہ احساس ایک عرصے تک نہ ہو ایک جگہ کس بے تکلفی سے لکھتا ہے۔

"جب گرمی ہوتی ہے تو بہت ہی زور کی ہوتی ہے کہ آدمیوں سے رہا نہیں جاتا ہے اس واسطے لڑکے ننگے ہو جاتے ہیں۔"

بچے نقل کرنا پسند کرتے ہیں۔ کھیتی باڑی کی نقل کے سلسلے میں (جسے بچہ اپنا ایک کھیل سمجھتا ہے) لکھتا ہے۔

"جب ساری مکئی ختم ہو جاتی ہے تو ہم لوگ اپنے والد سے اجازت

مانگ لیتے تھے۔ اور جو کچھ دل میں آیا کرتا تھا تو بو دیتے تھے
کبھی شلجم، کبھی کچھ، کبھی کچھ غرض ایسے ہی بو دیا کرتے تھے۔"

فرخ عزیز

دہلی کا رہنے والا ہے۔ دہلی اور لکھنو کے پتنگ باز مشہور ہیں ایک موسم کے مشغلے کے سلسلے میں لکھتا ہے۔

"........ کھائی کھونے (؟) کی دیوار پر کھڑے ہو گئے اور گڈیوں کی سیر دیکھ رہے ہیں۔ اس گڈی باز نے کہا کہ "کاٹا" اس نے کہا "وہ کاٹا" اور ٹھنڈی ہوا کے مارے گڈیاں رکتی نہیں ہیں۔"

دہلی کی نہاری کا بھی ذکر ہے۔ لکھتا ہے۔

"جاڑے کا موسم ہے۔ سردی کے مارے ناک میں دم ہے اور کہیں نہاری روٹی اور چائے بسکٹ کھائے ...."

ابوالکلام

دیہات کا رہنے والا ہے، کسان پیشہ ہے۔ اگر طالب علم ایسی فضا میں تعلیم پاتا جہاں مزدور اور کسانوں کو کوئی اہمیت نہ دی جاتی ہو تو شاید یہ طالبعلم

اپنے والد کے پیشے سے نفرت کرکے وبالِ جان ہوتا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کھیتی باڑی کا اثر کافی ہوا ہے اور اسے اچھی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ مضمون کے سلسلے میں ایک جگہ تصویر بنائی ہے اور اس تصویر پر مندرجہ ذیل عبارت لکھی ہے۔

"ابوالکلام کے والد ہل چلا رہے ہیں اور ہمارے بھائی منڈیر کھود رہے ہیں"

آفتاب احمد

بہار کا رہنے والا ہے۔ کام میں نفاست اور پاکیزگی ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں طالب علم کی کاپی پر حساب سمجھا رہا تھا۔ مجلد کاپی مڑی ہوئی تھی۔ طالب علم بظاہر میری طرف مخاطب تھا لیکن میں نے دیکھا کہ خاموشی کے ساتھ وہ ایک ہاتھ سے مڑی ہوئی کاپی کو آہستہ آہستہ ٹھیک کر رہا ہے۔ جب کاپی ٹھیک ہوگئی تو پھر پوری توجہ کے ساتھ سننے لگا۔ سوائے پہلی دو سطروں کے بالالتزام ایک ایک سطر چھوڑ کر لکھا ہے۔ باقاعدہ پیرے گراف بنا کر لکھتا ہے اور لکھنے کا طریقہ جانتا ہے (یہ بات میں نے بہت کم طالب علموں میں دیکھی ہے) معلوم ہوتا ہے سیلاب زدہ علاقے کے قریب کا رہنے والا ہے۔ ایک جگہ برسات کے سلسلے میں لکھتا ہے۔

"برسات میں اتنا پانی برستا ہے کہ گھٹنے تک پانی آجاتا ہے اکثر اوقات تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ اتنا سیلاب آجاتا ہے کہ آدمی تک ڈوب جاتے ہیں۔ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ لوگ اپنی جگہ چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں۔"

انسپکٹر پولیس کا لڑکا ہے۔ شکار کا ذکر ضروری تھا (صرف دو لڑکوں نے شکار کا ذکر کیا ہے جس میں سے ایک آفتاب ہے) ایک جگہ لکھتا ہے

"کبھی شکار کھیلنے گئے ہیں زور کی بارش آگئی۔ شکار چھوڑ چھاڑ کر بھاگ آئے ہیں۔ ہمارے والد جب مقدمات کا فیصلہ کرتے تھے تو یک بیک پانی آجاتا ہے تو والد صاحب ۳ دن تک گھر کا رخ بھی نہیں کرتے ہیں۔"

عبدالناصر

معلوم ہوتا ہے طالب علم کے والد چھ مہینے شملہ اور چھ مہینے دہلی میں رہتے ہیں۔ مضمون کہیں کہیں اصل جگہ سے ہٹ گیا ہے۔ اگر اسے نظر انداز کر دیا جائے تو اچھا خاصا لکھا ہے۔ لڑکوں کی شرارت کا ذکر کر کے تمہید کے طور پر کیا خوب لکھتا ہے۔

جو لڑکے وہاں (شملہ) رہ گئے ہیں۔ انھوں نے ایک عجیب شرارت کرنی شروع کردی۔ شملے میں گھر عجیب قسم کے بنے ہوتے ہیں کہ ایک مکان کے نیچے دوسرا مکان ہوتا ہے ۔۔۔۔۔۔ خیر اب تم لڑکوں کی شرارت سنو۔ لڑکے چھت پر کھڑے ہوکر برف کے گولے بنا بنا کر پھینکتے ہیں۔ سڑک پر جو آدمی ہوتا ہے اس پر یہ گولے پڑتے ہیں۔"

مضمون کا اختتام کس خوبی سے کرتا ہے۔

"اب آموں اور بھٹوں کا موسم ختم ہوگیا۔ اب پھر لوگوں کے جانے کی تاریخیں شروع ہوئیں۔ دہلی بھر گئی۔ شملے کا پھر وہی حال ہوگیا۔"

طالب علم کے کام کی نقل بطور نمونہ درج ہے۔

ہمارے ہاں کے موسم

(عبدالناصر ابتدائی سوم)

۱۔ بچو تم نے شملہ تو دیکھا ہی ہوگا۔ آؤ ہم تمھیں وہاں کے موسم کا حال سناتے ہیں :۔

۲۔ اگست کا مہینہ ہے۔ سب دفتر والوں کی تاریخیں مقرر ہو رہی ہیں ۔ دوست دوست آپس میں جہاں کہیں بھی مل جاتے ہیں تو پہلے سلام اور اس کے بعد ہی پہلا سوال یہ ہوتا ہے کہ آپ کب جا رہے ہیں ! جواب میں کوئی کہتا ۱۲ ستمبر، کوئی ۱۵ ستمبر، کوئی کہتا اب کی دفعہ ہم نہیں جائیں گے دستمبر آگیا)

۳۔ اترائی شروع ہوگئی۔ سب کے اسباب جا رہے ہیں کوئی دہلی پہنچ گیا ہے اسی طرح ہوتے ہوتے سارا شملہ خالی ہوگیا :۔

۴۔ ساری دہلی بھر گئی، کوارٹر بھر گئے ۔ اب بھی دوست دوست اگر آپس میں مل جاتے ، سلام ، پھر کچھ باتیں اس کے بعد کوارٹر کا پتہ

۵ سردی کافی پڑ رہی ہے ۔ رات کو لحاف اوڑھے بغیر سویا نہیں جاتا۔ کسی دن بارش پڑ جائے تو چھتری بغیر یا تانگے بغیر دفتر نہیں جایا جاتا ۔

ادنی کپڑے کے بغیر اور جوتوں بغیر باہر نہیں نکلا جاتا۔ سب لوگ پریشان، لڑکا بیمار ہوگیا، چوٹ لگ گئی، کھانے میں بد پرہیزی ہوئی۔ اکثر کھانا سبزی کا مزے کا ہوتا ہے۔ سب لوگ کہتے ہیں بارش پڑ گئی تو پودوں اور پھولوں اور باغوں اور اناج کا مزہ خراب ہوگیا لوگوں کی تو مصیبت آگئی۔ عجیب مزا آ رہا ہے کن کو؟ لڑکوں کو، کیوں اس لئے کہ لوگ پریشان ہوتے ہیں اور ہم خوش ہوتے ہیں۔ اب مدرسوں کے لڑکے امتحان کی تیاری کرنے لگے۔

۶۔ اب کچھ کچھ بہار کا موسم شروع ہوا۔ سب پودے کھل گئے باغ چہک اٹھے۔ ہر طرف چہل پہل نظر آنے لگی، جامع مسجد کی سیڑھیوں پر عجیب چہل پہل ہونے لگی، اکاہے کی، پوریوں کی، نہ زیادہ گرمی نہ زیادہ سردی گرم گرم پوریوں کا مزہ آرہا ہے۔

۷۔ اے لو عید بھی آگئی۔ لڑکے، لڑکیاں خوش ہیں۔ کہ کل عید ہے عید ہے۔ صبح صبح اٹھ کر نہائے۔ کپڑے بدلے۔ سویاں پک رہی ہیں، عید کی نماز سے پہلے تیار ہوگئیں ہم نے کھائیں۔ پھر عید کی نماز پڑھنے چلے گئے جو چھوٹے بچے عید کو نہیں جا رہے تھے چیخ رہے ہیں۔ ابا، ابا ہمارے لئے بہت سارے کھلونے لانا، اب عید کی نماز کو گئے۔ فارغ ہوکر دو تین روپے

کے کھلونے ہمراہ لائے۔ آکر سویاں کھائیں۔ یا کھانا وغیرہ کھایا۔ اور پھر اپنے اپنے دوستوں سے ملنے چلے گئے۔ رات کو نو، دس بجے واپس آئے تھوڑی سی سویاں کھائیں اور سو گئے۔

۸۔ اب کچھ گرمی شروع ہوئی۔ سب کے گھروں میں برف اور تربوزوں اور مسالے کے ساتھ ککڑیوں کا مزہ آرہا ہے۔ لو اب تھوڑے دنوں کے بعد پھر دفتر والوں کی تاریخیں مقرر ہوئیں اور جانے لگے۔ آخرکار دہلی خالی ہوگئی، اور شملہ پھر بھر گیا۔ پندرہ، بیس دن میں۔

۹۔ جب سب لوگ دہلی چلے گئے تھے اور شملہ خالی ہوگیا تھا، برف پڑنی شروع ہوگئی تھی۔ جو لڑکے وہاں رہ گئے تھے انھوں نے ایک عجیب شرارت شروع کی وہ کیا۔

شملے میں گھر عجیب قسم کے بنے ہوتے ہیں کہ ایک مکان کے نیچے دوسرا مکان ہوتا ہے۔ دوسرے مکان کی چھت اوپر کے مکان سے بڑی ہوتی ہے اس لئے اوپر کے مکان کے سامنے نیچے کے مکان کی چھت آجاتی ہے اس لئے اس پر برف پڑ جاتی ہے اور مکان زیادہ بازار میں ہیں۔ اس لئے چھت کے نیچے مکان اور مکان کے نیچے دوکان اس کے نیچے سڑک۔

۱۰۔ خیر تو اب لڑکوں کی شرارت سنئے۔ لڑکے چھت پر کھڑے ہو کر برف کے گولے بنا بنا کر سڑک پر پھینکتے ہیں۔ سڑک پر جو آدمی چلتا ہوتا ہے اس پر گولے پڑتے ہیں۔ وہ مارنے کے لئے اوپر آنا چاہتا ہے کہ لڑکے پیچھے ہٹ جاتے ہیں بے چارہ مایوس ہو کر چلا جاتا ہے۔ جو آدمی برف میں رہتے ہیں انھیں بڑی ہی تکلیف ہوتی ہے۔ سب گھر والے انگیٹھی لئے بیٹھے رہتے ہیں۔

۱۱۔ اور آگ بھی پیاری ہو جاتی ہے۔ رات کو لحاف بغیر سویا نہیں جاتا تو اب جنوری آگئی۔ کسی سے باہر تک نہیں نکلا جاتا اور فروری میں دو مہینے تو بڑی ہی آفت رہتی ہے

۱۲۔ تو اب اپریل آگیا۔ سب آدمی شملے آنے لگے۔ شملہ بھر گیا۔ گرمی شروع ہو گئی۔ گرمی کیا بہار کا موسم آگیا۔ ہر طرف چہل پہل نظر آتی ہے۔ اب بقر عید بھی آنے کو ہے۔ سب لڑکے اپنے اپنے والد کے سر ہیں کہ ہمیں بکرا دلا دیجئے۔ سب لڑکوں کے آئے چلو عید گاہ بکرے چرانے۔ رسی ہاتھ میں ہے خوب چرایا اور چارہ لے آئے اب عید کا بھی دن آگیا۔ سب نماز پڑھنے کے لئے گئے۔ نماز پڑھ کر آئے تو سب بچوں نے کھلونے لئے اور گھر آگئے اب بکروں کو حلال کروایا۔ اور سبھوں کے گھر دے آئے۔ اب ٹھٹوں اور

آموں کا موسم آگیا۔ سب لوگوں کے گھر آم آ رہے ہیں بھٹے بھن رہے ہیں۔ اب آموں اور بھٹوں کا موسم ختم ہوگیا۔ اور پھر لوگوں کے جانے کی تاریخیں شروع ہوئیں۔ دہلی بھر گئی اور شملے کا پھر وہی حال ہوگیا۔



امتحانات

امتحانات

تعلیمی مرکز نمبر ۱ میں "پروجکٹ طریقہ" کی ابھی ابتدا ہے اس لئے سالانہ امتحانات میں بھی اسی رفتار سے تبدیلی کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے ۱۹۳۰ء میں سالانہ امتحانات کے سلسلے میں ابتدائی سوم کے لئے جس تجویز پر عمل کیا گیا تھا وہ ذیل میں درج ہے

اِمتحان اُردو

ابتدائی سوم

بچوں سے ایک رپورٹ (کتاب کی صورت میں) تیار کروائی جائے گی جس کا عنوان "سال بھر میں ہم نے کیا کیا" یا "ہمارا سال بھر کا کام" ہوگا۔ اس کی تیاری کے سلسلے میں بچوں کو حسب ذیل سوالات کی طرف توجہ دلائی جائے گی

(الف) داخلہ

۱۔ جامعہ میں کیوں آئے ہو؟ داخلہ کب ہوا؟ کتنا عرصہ ہوتا ہے؟

۲۔ مدرسے میں کتنے لڑکے ہیں۔ ہر ایک جماعت کی تفصیل لکھو۔

(ب) اُردو

۱۔ پہلے کتنی جانتے تھے اب کتنی جانتے ہو؟

۲۔ پہلے املا کی غلطیاں کتنی ہوتی تھیں۔ اب کتنی ہوتی ہیں۔ اِملا کی غلطیاں کس طرح درست ہوئیں؟

۳۔ اب تک کون کون سے مضمون لکھے ہیں اُن کی سُرخیاں لکھو۔

۴۔ تمھارا سب سے اچھا مضمون کون سا ہے اور کیوں؟

۵۔ کون سی نظم پسند ہے۔ کیوں؟

(ج) کتب خانہ

۱۔ سوم میں آنے سے پہلے کتنی کتابیں پڑھی ہیں۔ بعد میں کتنی پڑھی ہیں نام لکھو۔

۲۔ تمھیں کون سی کتاب اچھی معلوم ہوتی ہے۔ کیوں؟

۳۔ تمھارے پاس کون کون سی کتابیں ہیں؟

(د) رسالے

۱۔ کون کون سے رسالے پڑھتے ہو۔

۲۔ سب سے اچھا رسالہ کون سا ہے اور کیوں؟ اگر نہ پڑھا ہو تو پڑھنے

کے بعد فیصلہ کرو۔)

۴۔ تمھیں رسالوں کی سالانہ قیمتیں معلوم ہیں۔ اگر نہیں تو کتب خانے سے دیکھ کر لکھو۔

(ر) کہانیاں

۱۔ کون، کون سی کہانیاں آتی ہیں؟

۲۔ کون سی کہانی اچھی معلوم ہوتی ہے۔ کیوں؟

(ز) حساب

۱۔ پہلے کیا جانتے تھے۔ اب کیا جانتے ہو؟

۲۔ تمھیں کون سا قاعدہ آسان معلوم ہوتا ہے اور کیوں؟

۳۔ سیکھے ہوئے حساب کو تم نے کس موقع پر استعمال کیا ہے؟

(س) اسلامیات

۱۔ پہلے کیا جانتے تھے۔ اب کیا جانتے ہو؟

۲۔ ان سورتوں کے نام لکھو جو تمھیں زبانی یاد ہوں۔

(ش) باغبانی

۱۔ پہلے کتنی جانتے تھے۔ اب کیا جانتے ہو

۲۔ باغبانی میں کون کون سے چارٹ اور نقشے بنائے ہیں؟

۳۔ کون کون سے چارٹ بن سکتے تھے؟

۴۔ تم نے جن اوزاروں کو استعمال کیا ہے اُن کے نام لکھو۔ اور ہر ایک اوزار کا استعمال بتاؤ۔

(ص) ڈرائنگ

۱۔ اس سال کون کون سی تصویریں بنائی ہیں؟

۲۔ تمھاری سب سے اچھی تصویر کون سی ہے اور وہ کہاں ہے؟

۳۔ اپنے خیال سے اچھی نئی تصویر (یا کتاب کا ٹائٹل پیج) بنا کر منسلک کر دو۔

۴۔ کون کون سی تصویریں بنانے میں دقت ہوئی اور آسانی کس میں معلوم ہوئی؟

جلسے

۱۔ کتنے جلسے ہوئے۔ کس واسطے ہوئے؟

۲۔ سب سے اچھا جلسہ کون سا ہوا اور کیوں؟

۳۔ کیا ایسا بھی ہوا ہے کہ کوئی جلسہ وقت پر نہ ہوا ہو۔ کیوں؟

بنک

۱۔ کب کھلا۔ کتنا روپیہ جمع ہوا۔ کتنا روپیہ نکالا گیا؟

۲۔ تم نے کتنے پیسے جمع کئے، کتنے نکلوائے۔ کتنے باقی ہیں۔ اگر تھوڑے پیسے جمع کئے ہیں تو اس کی وجہ کیا ہے۔

انتظام

۱۔ سال بھر تک پانی کا انتظام کیسا رہا؟

۲۔ صفائی کیسی رہی؟

۳۔ کیا تم جماعتوں کے سامنے برآمدہ چاہتے ہو۔ کیوں؟

۴۔ تم نے اپنی جماعت یا مدرسہ کو خوب صورت بنانے کے لئے کون سی مدد کی؟

متفرق باتیں

۱۔ صبح کی حاضری میں عام طور پر کون سے لڑکے پیچھے رہ جاتے تھے؟

۲۔ ہر ایک جماعت میں سب سے اچھی حاضری کس کی رہی؟

۳۔ تم اپنے مدرسے میں کس قسم کی کمی دیکھتے ہو؟

۴۔ لڑکوں میں عام برائی کون سی ہے؟

۵۔ کیا تم کو قلم اور پنسل بنانی آتی ہے۔ کس سے سیکھا؟

۶۔ مدرسے کا ایک لباس کون سا اور کس رنگ کا ہونا چاہئے۔ جو ٹوپی تم پسند کرتے ہو اس کا نقشہ کھینچو۔

۷۔ دوسری ضروری باتیں جو تم لکھنا چاہتے ہو لکھو

اوپر جو لکھا گیا ہے یہ صرف اردو ڈرائنگ کا امتحان ہے

۱۔ اس کام کو کرنے کے لئے ایک ماہ کی مدت دی جائے گی۔ کیوں کہ یہ پہلا موقع ہے اس لئے جو طلبار کام کی نوعیت نہ سمجھ سکیں انھیں اجازت ہو گی کہ وہ پرانے طریقے کے مطابق امتحان دیں (جو ایک ماہ بعد تاریخ مقررہ پر ہوگا)

۲۔ جو طلبار یہ کام پہلے ختم کرلیں ان کا نتیجہ پہلے سنا دیا جائے گا۔

۳۔ اس امتحان میں شریک ہونے والے طالب علم کے نمبروں میں اگر کمی رہ جائے تو وہ پرانے طریقے کے مطابق امتحان دے کر نمبر لے سکتا ہے۔

۴۔ طلبار مدرسہ (اردو کے گھنٹے میں) اور گھر پر مناسب جگہ منتخب کرکے یہ کام کر سکتے ہیں۔ اس غرض کے لئے طلبار کے مختلف فریق بنا دئے جائیں گے۔ ہر ایک فریق الگ الگ کمروں میں بیٹھے گا۔ ہر ایک فریق کے پاس ایک "ضرورت" لکھا ہوا تختہ ہوگا جس طالب علم کو استاد سے کچھ پوچھنا ہوگا وہ کمرے کے سامنے یہ تختہ آویزاں کر دے گا۔ تاکہ مدرس وہاں پہنچ جائے۔ اس طرح سے مختلف کمروں میں ضبط قائم رہ سکے گا۔

۵ استاد عام نگرانی رکھے گا، اور طلبار کی رہنمائی کرے گا جو طلبار کمزوری

کی وجہ سے یا کام کو نہ سمجھنے کی وجہ سے سستی و غفلت کریں، انھیں تحریص دلائی جا سکتی ہے۔

بہتر ہو گا کہ اس کام کے لئے ایک بیرونی ممتحن رکھا جائے۔ ممتحن سے درخواست کی جائے گی کہ وہ حسب ذیل طریقے سے اپنا کام جاری رکھے۔

۱۔ ممتحن صاحب روزانہ ایک پیریڈ یا ایک دن آڑ تشریف لایا کریں گے۔

۲۔ ممتحن صاحب مناسب طلبا کے کام کو باری باری سے ملاحظہ فرمائیں گے اور دوران کام میں طالب علم سے اس قسم کے سوالات کریں گے جس سے نہ صرف طالب علم کے کام کا اندازہ ہو بلکہ اُسے مدد ملے اور طلبا محسوس کریں کہ یہ ہمارے مددگار ہیں نہ کہ ممتحن۔

۳۔ ممتحن صاحب کے پاس نوٹ بک ہو گی جس میں وہ روزانہ کی کیفیات اور تاثرات کو درج فرمایا کریں گے

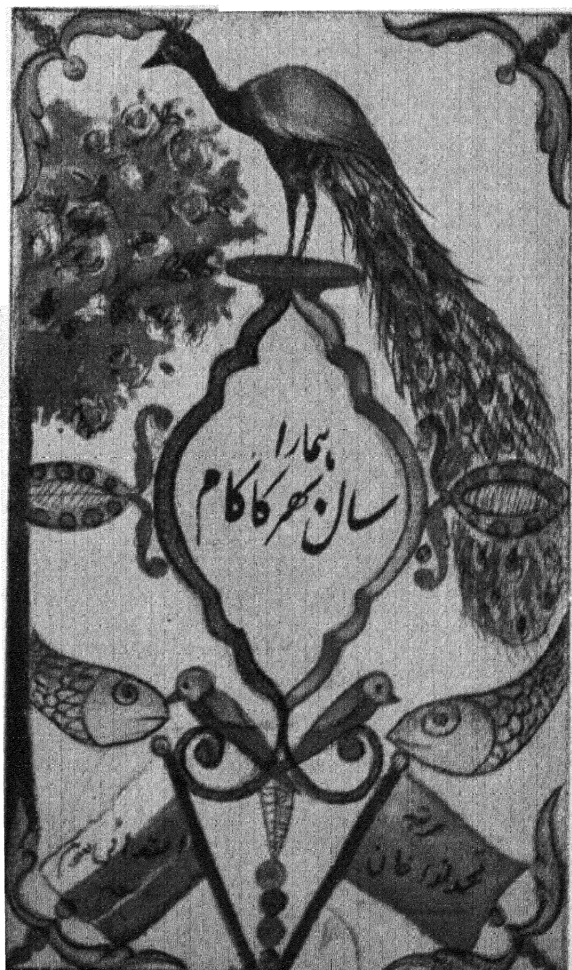
۴۔ جو طالب علم اپنا کام ختم کر لے اس کی کاپی یا کتاب ممتحن کو دے دی جائے گی

۵۔ آخر میں ممتحن صاحب نتیجہ مع نوٹ کے عنایت فرمائیں گے جس سے

آئندہ مدد ملے۔

کام دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ طلبار نے دلچسپی سے کام کیا ہے مگر بعض نقائص بھی تھے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہمارے طلبار کا ماحول اس قسم کے امتحانات کی مدد نہیں کرتا ہے۔

امتحان کی جس تجویز پر عمل کیا گیا تھا بطور نتیجہ ایک طالب علم کے کام کی نقل درج کی جاتی ہے۔ یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ اس تجویز پر بجنسہ عمل کیا جائے۔ حالات کا لحاظ کرتے ہوئے ضروری ردو بدل ہونا چاہیئے۔


ہمارا
سال بھر کا کام

ہمارا سال بھر کا کام

محمد نور خاں ابتدائی سوم

داخلہ

۱۔ ۱۹۲۹ء میں سب سے پہلے میرے والد کو خیال پیدا ہوا مجھے جامعہ بھیجنے کا۔ اور میں بھی یہاں آنے کے لئے خوشی خوشی تیار ہو گیا۔ مگر میری والدہ نے کبھی اس کو گوارا نہ کیا۔ حتیٰ کہ میں نے بھی ان سے اس بات کا بہت اصرار کیا کہ مجھے آپ جانے دیجئے۔ کیوں کہ میری عمر اب کافی ہو چکی ہے۔ اور اب مجھے کہیں نہ کہیں باہر جاکر تعلیم حاصل کرنا چاہیئے مگر پھر بھی میری والدہ نے یہی کہا کہ تم ابھی چھوٹے ہو۔ میں تمھیں تن تنہا نہیں بھیج سکتی، جب تک کہ تم میں کچھ عقل اور سمجھ نہ آ جائے۔

۲۔ ۱۹۳۰ء میں پھر میرے والد نے مجھے یہاں لانے کے لئے والدہ سے کہا اب میں بہ نسبت پہلے کے کچھ سمجھ دار ہو گیا تھا۔ اس لئے انھوں نے بالآخر اجازت دے دی اور میں یہاں آ گیا۔

۳۔ جامعہ میں آنے کا میرا اصلی اور حقیقی مقصد یہ ہے کہ میں جامعہ میں آکر ایک بہتر انسان بنوں مگر یہی اعتراض ہو سکتا ہے کہ کیا تمھارے قریب اس سے

اچھا اسکول نہیں تھا۔ ہمارے گھر کے قریب اس سے اچھی اچھی یونیورسٹی، اس سے اچھے اچھے مدرسے موجود تھے جن کی عمارت قابل دید تھی اور جن کے ہاں طرح طرح کے آرام و آسائش کے سامان موجود تھے۔ جن میں بڑے بڑے امیروں اور شریفوں کے لڑکے تعلیم حاصل کرتے تھے۔

۴۔ مگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو اس سے بہتر کالج یا یونیورسٹی ہندوستان میں بہت کم نظر آئیں گے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اور اسکولوں میں صرف تعلیم ہی پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ وہاں نہ تو آداب اخلاق سکھائے جاتے ہیں نہ وہاں تندرستی کا کچھ خیال ہوتا ہے نہ صفائی کا۔

۵۔ کیا جامعہ میں بھی ایسا ہوتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ یہاں تو تعلیم کے ساتھ ساتھ ان تمام باتوں کا پورا پورا خیال رکھا جاتا ہے۔ یہی وہ باتیں ہیں جو آگے چل کر انسان کے بہت کام آتی ہیں۔ یہی سبب ہے کہ آج جامعہ ہندوستان کی بڑی بڑی درسگاہوں اور مدرسوں میں ایک قومی درسگاہ کے نام سے مشہور ہے۔

۶۔ اسی وجہ سے ہم جامعہ میں آئے ہیں۔ خدا ہم کو اس مقصد میں کامیاب کرے۔ آمین۔

۷۔ میرا داخلہ ۱۰ اگست کو ہوا۔ مجھے جامعہ میں آئے ہوئے نو مہینے ہوئے میرے داخلہ میں دیر کی وجہ یہ تھی کہ جس زمانے میں یہاں آنا چاہتا تھا، اس وقت میرے والد کو چند ضروری کاموں کی وجہ سے فرصت نہ تھی اس لئے وہ مجھے پہلی بار دوسری اگست تک لاکر داخل نہ کرسکے۔

۸۔ ہمارے مدرسے میں اس وقت کل ۷۹ لڑکے تعلیم پاتے ہیں جن میں سے ۲۷ لڑکے تو جماعت ابتدائی سوم کے ہیں۔ ابتدائی دوم میں ۱۳ لڑکے ہیں اور اول میں صرف ۸ لڑکے ہیں۔ مکتب میں ۲۱ لڑکے ہیں۔ ان سب کی تعداد ۶۹ ہوتی ہے۔

اردو

۱۔ پہلے میں جتنی اردو جانتا تھا تقریباً اتنی ہی اب بھی جانتا ہوں۔ مگر مضمون لکھنا تو قطعی نہیں جانتا تھا اور نہ لفظوں کے معنی آتے تھے۔ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اب میں اپنی جماعت کے چھوٹے بڑے مضامین بخوبی لکھ لیتا ہوں پہلے املا کی غلطیاں تین یا چار ہوتی تھیں اب تو زیادہ سے زیادہ ایک غلطی ہوتی ہے اور کبھی وہ بھی نہیں ہوا کرتی۔

(۱) پہلی وجہ تو یہ ہے کہ ہم کو کلاس میں ایک ایسا قاعدہ سمجھایا گیا ہے کہ اگر ہم اس کو پیش نظر رکھ کر املا لکھیں تو کتنا ہی سخت املا کیوں نہ ہو غلطی انشاء اللہ ہرگز نہ ہوگی۔

۲۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ ہم کو مضامین کثرت سے لکھائے گئے ہیں اس لئے ہماری املا کی غلطیاں درست ہوگئی ہیں۔

۳۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ میں کتابوں کا مطالعہ اکثر کیا کرتا ہوں۔ اس لئے غلطیاں بہت کم ہوا کرتی ہیں۔

۴۔ اب تک جو ہم نے مضامین لکھے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ میلاد النبی کس طرح منانی چاہیئے۔

۲۔ آج کا موسم

۳۔ کنول کے پودے کا مختصر حال

۴۔ پھولوں کے نام کی فہرست۔

۵۔ زمین کی سطح یکساں رکھنے کا آلہ

۶۔ موسم سرما کی سبزیاں

۷۔ ہمارا علاج۔

۸۔ نگران باغیچہ کا کام

۹۔ املا (مدرسہ کا کام)

۱۰۔ ٹائم ٹیبل (” ”)

۱۱۔ ہمارے باغ کی ابتدائی حالت

۱۲۔ زمین کی تقسیم

۱۳ زمین کی تیاری

۱۴۔ بیجوں کا بونا اور بڑھنا

۱۵۔ پودوں کا اگنا اور بڑھنا

۱۶ سبزیوں کا توڑنا

۱۷۔ سبزیوں کا فروخت کرنا

۱۸ املا (مدرسہ کا کام)

۱۹۔ میلے کچیلے رہنے سے نقصان

۲۰۔ صفائی کس طرح حاصل ہو سکتی ہے۔

۲۱۔ مکھی سے ہم کو کیا فائدہ یا نقصان پہنچتا ہے

۲۲۔ ماں باپ کا کہنا ماننا۔

۲۳۔ منیجر اتحادی دُکان کے نام ایک درخواست شاخ کھولنے کے لیے۔

۲۴۔ شیخ الجامعہ صاحب کی خدمت میں تحفہ۔

۲۵۔ منیجر اتحادی دُکان کے نام درخواست پیسے جمع کرنے کے لئے۔

۲۶۔ ناظم صاحب مطبخ کے نام درخواست کہ وہ ہماری سبزی تحفہ کے طور پر قبول کریں۔

۲۷۔ شیخ الجامعہ صاحب کے نام درخواست

۲۸۔ جلسہ کی تیاری

۲۹۔ ایک لومڑی اور بندر

۳۰۔ صاف شفاف پرندے۔

۳۱ بیرم خاں اور ابوالقاسم

۳۲۔ سائنس ماسٹر صاحب کے نام درخواست

۳۳۔ وہ چیزیں جو بڑھئی کے لئے ضروری ہیں۔

۳۴۔ کتے کی وفاداری

۳۵ ۱۵ مارچ کے جلسے پر ہماری رائے

۳۶۔ وہ چیزیں جو چاول سے بنائی جاتی ہیں

۴۷۔ لکڑی کی وہ چیزیں جو ہم نے دیکھی ہیں۔

۴۸۔ مدرسہ وباغیچہ کی رپورٹ۔

۴۹۔ کتے کی وفاداری کو تصویر کے ذریعے ظاہر کرو

۵۰۔ مشتاق حسین کا چوتھا پیراگراف ڈرامہ کی صورت میں لکھو۔

۵۔ میں نے ایک مضمون اور بھی لکھا ہے جس کی سرخی "دو قسم کے لڑکے" ہے یہ بہ نسبت اور مضمونوں کے میرا سب سے اچھا مضمون ہے اس لئے کہ میں نے اسے بہت کوشش سے لکھا ہے اور ماسٹر صاحب نے بھی اس مضمون میں ایسی باتیں بتائی ہیں جو اور مضامین میں نہیں ہیں۔

۶۔ اردو کی تیسری کتاب میں ایک نظم ہے۔ جس کی سرخی ہے "بڑوں کا کہنا مانو" یہ نظم مجھے پسند ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم اس کے معنی ومطلب کو خوب اچھی طرح سمجھ لیتے ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ہم اس نظم سے بہت سے فائدے اٹھا سکتے ہیں۔ چونکہ انسان اپنے فائدے کی چیز کو پسند کرتا ہے اس لئے میں اس نظم کو پسند کرتا ہوں۔

کتب خانہ

۱۔ سوم میں آنے سے پہلے ہم نے جو کتابیں پڑھی ہیں وہ مندرجہ

ذیل ہیں۔

۱۔ انجمن حمایت الاسلام کی پہلی کتاب

۲۔ " " " دوسری کتاب

۳۔ قرآن شریف

۴۔ اردو کی پہلی کتاب

۵۔ " " دوسری کتاب

۶۔ " " " تیسری کتاب

۷۔ عربی کی پہلی کتاب

۸۔ نحو میر

۹۔ صغریٰ

۱۰۔ پنج گنج

۱۱۔ تعلیم الاسلام

(۲)، سوم میں آنے کے بعد ہم نے جو کتابیں پڑھی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ شہزادہ ساگر

۲۔ رستم و سہراب

۳۔ رام چرچا

۴۔ حب وطن

۵۔ دنیا کے بہترین افسانے

۶۔ بچوں کے لئے رامائن

۷۔ بچوں کے لئے مہابھارت

۸۔ لنگڑا ماموں

۹۔ حکایت شیریں حصہ اول

۱۰۔ 〃 〃 〃 دوم

۱۱۔ 〃 〃 〃 سوم

۱۲ 〃 〃 〃 چہارم

۱۳۔ قوم پرست طالب علم ڈراما

۱۴ پھول وتی

۱۵ خوش انجام

۱۶ سدا بہار پھول

۱۷۔ اردو کی تیسری کتاب (جو ابتدائی سوم میں پڑھائی جاتی ہے)

۱۸۔ فسٹ لے 〃 〃 〃 〃)

۱۹۔ دنیا کے بسنے والے 〃 〃 〃 〃)

۲۰۔ ہمارے رسولؐ 〃 〃 〃 〃)

مجھے ان تمام کتابوں میں سب سے اچھی کتاب کہانیوں میں رام چرچا معلوم ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رام چرچا کی اردو بہت شیریں سلیس ہے اور اس کی کہانی بھی مجھے بہت زیادہ پسند ہے اور درس کے لحاظ سے سب سے اچھی کتاب اردو کی تیسری (درس عثمانیہ) ہے قصے کہانیوں میں سب سے اچھی کتاب رستم وسہراب ہے۔ میں نے سوم میں آنے سے پہلے جو کتابیں پڑھی ہیں وہ میری ذاتی کتابیں ہیں جو کہ صفحہ ۲ پر لکھ چکا ہوں اور یہ کتابیں میرے پاس جمع ہیں۔

رسائل

ہم جو رسالے پڑھتے ہیں اُن کی فہرست حسب ذیل ہے

۱۔ پھول (۳) ہونہار

۲۔ پیام تعلیم (۴) مشیر باغبانی

۵۔ گلدستہ　　　　۹۔ غنچہ

۶۔ عزیز　　　　۱۰۔ تعلیم وتربیت

۷۔ پریم　　　　۱۱۔ بچوں کی دنیا۔

۸۔ نونہال

اِن رسالوں میں مجھے دو رسالے اچھے معلوم ہوتے ہیں۔

۱۔ مشیر باغبانی

۲۔ بچوں کی دنیا

چونکہ مجھے باغبانی سے بہت دلچسپی ہے اس لئے جب میں مشیر باغبانی پڑھتا ہوں تو مجھے اس سے باغبانی میں بہت مدد ملتی ہے۔ اور باغبانی کے متعلق معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ اس لئے یہ رسالہ پسند ہے۔ "بچوں کی دنیا" میں نے بہت کم پڑھا ہے لیکن لوگوں سے اس کی تعریف بہت سنی ہے اور خاص کر اپنے ہیڈ ماسٹر صاحب سے اس لئے میں اس رسالے کو پسند کرتا ہوں

رسالوں کی قیمتیں

نمبر شمار	نام رسالہ	سالانہ قیمت	کہاں سے نکلتا ہے	کیفیت
۱	پھول	۵ر	لاہور	

۲	پیامِ تعلیم	عا۸؍	دہلی	
۳	ہونہار	۸ے؍	؍؍	
۴	مشیرِ باغبانی	عہ؍	لاہور	
۵	گلدستہ	صہ؍	؍؍	
۶	عزیز	عہ؍ بچوں کیلئے	گورکھ پور	یہ رسالہ بڑوں کے لئے زیادہ قیمت میں آتا ہے
۷	پریم	ے؍	لاہور	
۸	نونہال	صہ	؍؍	
۹	غنچہ	للعہ؍	بجنور	
۱۰	بچوں کی دنیا	عہ؍	لاہور	

کہانیاں

۱۔ گھر پر مجھے کہانیاں بہت سی یاد تھیں لیکن جب میں یہاں آیا تو پڑھنے لکھنے کی وجہ سے ایک بھی یاد نہیں رہی ہاں البتہ کتابوں کی کہانیاں کچھ یاد ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ رستم و سہراب

۲۔ رام چرِ جا

۳۔ پھول وتی

۴۔ شہزادہ ساگر

۵۔ لنگڑا ماموں

۶۔ کتے کی وفاداری (یہ کہانی اردو کی تیسری میں ہے)

۷۔ ایک بندر اور لومڑی (" " ")

۸۔ سداما کی کہانی (" " ")

(۲) ان کہانیوں میں مجھے سب سے اچھی کہانی رستم وسہراب کی معلوم ہوتی ہے اس لیے کہ دنیا نے بہت کم ایسا تماشا دیکھا ہوگا کہ باپ کے ہاتھوں ایسا بہادر لڑکا قتل کیا جائے۔

حساب

۱۔ پہلے میں حساب بالکل نہیں جانتا تھا۔ یہاں تک کہ منہ سے بھی صحیح نہیں لکھ سکتا تھا۔ اور کلاس میں تقریباً سب سے پیچھے تھا۔ مگر کوشش کر کے خدا کے فضل سے اب کلاس کے برابر ہوں۔ مجھے حساب کا ہر ایک قاعدہ آسان معلوم ہوتا ہے۔ بشرطیکہ خوب سمجھ میں آجائے۔ ہم نے سیکھے ہوئے

حساب کو کئی جگہ استعمال کیا ہے۔ ایک دفعہ ماسٹر صاحب نے مجھے ڈرامے کا سامان لینے شہر بھیجا اور مجھے تین روپے دئے تھے۔ میں ان پیسوں کو جہاں جہاں خرچ کرتا فوراً ان کو ایک کاغذ پر نوٹ کرتا جاتا تھا۔ جب تمام سامان خرید لیا تو کل خرچ جمع کرکے ماسٹر صاحب کو پورا پورا حساب بتا دیا۔

اسلامیات

۱۔ پہلے میں جتنی اسلامیات جانتا تھا اتنی اب بھی جانتا ہوں۔ ہاں اتنا فرق ضرور ہے کہ پہلے ہمارے رسولؐ نہیں پڑھی تھی اب پڑھلی ہے۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ اب الحمد شریف سے والعدیات تک سورتوں کے معنی پڑھے ہیں مگر پہلے نہیں پڑھے تھے۔

وہ سورتیں جو زبانی یاد ہیں

۱۔ سورہ فاتحہ	۶۔ سورہ نصر
۲۔ سورہ ناس	۷۔ سورہ الکافرون
۳۔ سورہ فلق	۸۔ سورہ کوثر
۴۔ سورہ اخلاص	۹۔ سورہ قریش
۵۔ سورہ لہب	۱۰۔ سورہ فیل

باغبانی

۱۔ پہلے میں باغبانی بالکل نہیں جانتا تھا حالانکہ ہمارے ہاں کھیتی باڑی کا کام بھی ہوتا ہے مگر باوجود اس کے میں باغبانی نہیں جانتا تھا۔ یہاں آکر مجھے کافی باغبانی آگئی ہے۔ ہمارے یہاں باغبانی میں جو چارٹ بنے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ اوزاروں کا (اوزاروں کا سب سے اچھا چارٹ صدیق کا ہی)

۲۔ سبزیوں کا (سبزیوں کا سب سے اچھا چارٹ نور عالم کا ہی)

باغبانی میں جو چارٹ اور بن سکتے تھے

(۱) لڑکوں کی تصویر باغیچہ میں کام کرتے ہوئے۔

(۲) باغیچہ کا نقشہ

(۲) ہم نے جن اوزاروں کو استعمال کیا ہی۔ اُن کی فہرست مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ کدال کھودنے کے کام میں آتی ہے اور پتھر نکالنے کے لئے۔

۲۔ پھاوڑا۔ کھودنے کے کام میں اور زمین ہموار کرنے کے۔

۳۔ کھُرپا۔ گھاس نکالنے کے کام میں گوڈی کرنے کے، زمین ہموار کرنیکے

۴۔ کسی ۔ لائن کھینچنے کے کام میں اور کھودنے کے ۔

۵۔ تسلا ۔ مٹی اور گارا اُٹھانے کے کام میں۔

۶۔ ٹوکری ۔ مٹی اُٹھانے کے کام میں۔

۷۔ فوآرہ۔ پانی دینے کے کام میں ۔

انگریزی

۱۔ پہلے میں انگریزی بالکل نہیں جانتا تھا مگر اب تو معمولی گفتگو بھی کرسکتا ہوں

(۱) وہیر آر یو گوئنگ

(۲) وہاٹ اِز دِس

(۳) دس از مائی کیپ

ڈرائنگ

۱۔ اس سال جو ہم نے تصویریں بنائی ہیں وہ حسب ذیل ہیں

(۱) کتے کی وفاداری کا منظر

(۲) دریا کا ایک منظر!

(۳) لالٹین

(۴) ایک بہت بڑا درخت ہے اس کے نیچے سبزہ ہے اور سبزہ کے اوپر خرگوش چر رہا ہے۔

(۵) گلدان، گلاس، مٹکا

(۶) دریا کا ایک منظر

(۷) ایک مندر کا سین۔

۲۔ ان تصویروں میں میری سب سے اچھی تصویر لالٹین ہے اور یہ تصویر ڈرائنگ ماسٹر صاحب کے پاس ہے مجھے آدمی اور دریا بنانے میں دقت ہوتی ہے اور تقریباً ہر ایک میں آسانی۔

جلسہ

۱۔ اب تک ہمارے یہاں ۷ جلسے ہوئے ہیں جن میں دو تو بہت چھوٹے چھوٹے اور پانچ بڑے۔ میں انھیں پانچ جلسوں کا تذکرہ کرتا ہوں

(۱) پہلے جلسے میں مزدوری کے پیسے ملے۔

(۲) دوسرے میں بھی مزدوری کے پیسے ملے۔

(۳) بنک کی ابتدا

(۴) شیخ الجامعہ صاحب کی خدمت میں سبزیوں کا تحفہ

(۵) حافظ فیاض احمد صاحب کی آمد۔

بنک

ا۔ ہمارا بنک ۲۰ر نومبر کو کھلا۔ پہلی بار میں نے ۳۰ر جمع کئے۔ دوسری بار ۴ر دسمبر کو ۲ر جمع کئے کل مل کر ۳۲ر ہوئے۔ اس میں سے ۱۵ر فروری کو ۲ر نکلوائے۔ اور اب ۰ر باقی ہیں۔ بنک میں ہمارے تھوڑے پیسے اس لئے ہیں کہ جب ہمارا بنک شروع شروع میں کھلا تو ہمارا نیا نیا شوق تھا اس وقت ہم نے ۲ر پیسے لاکر داخل کئے۔ مگر بعد کو وہ چیز پرانی ہوگئی اور ہم بیوقوفوں نے پیسے داخل کرنے چھوڑ دئے۔ میں اپنے بنک کو کئی وجہوں سے پسند کرتا ہوں۔ جو نیچے درج ہیں۔

(۱) ہم کو بنک کی وجہ سے حساب آتا ہے۔

(۲) بنک کی وجہ سے سرکاری بنک کے قاعدے وغیرہ معلوم ہوتے ہیں

(۳) ہم کو یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پاس بک کے کیا قاعدے اور قانون ہیں۔ باوجود ان خوبیوں کے بھی ہم ایسے بدنصیب ہیں کہ ہم بنک میں پیسہ جمع نہیں کرتے۔

انتظام

۱۔ ہمارے یہاں شروع شروع میں پانی کا انتظام اچھا نہیں تھا لیکن پھر بعد کو بہت اچھا ہو گیا۔ ہمارے یہاں شروع سے لے کر آخر تک اسکول کی طرف سے صفائی کا انتظام بہت اچھا رہا۔ لیکن لڑکوں کی طرف سے بہت بُرا۔ ہم اپنی جماعتوں کے سامنے برآمدہ چاہتے ہیں۔ اس کی دو تین وجہیں ہیں۔

(۱) خوب صورتی

(۲) گرمیوں میں کلاس گرم نہیں ہوگی، اور جوتے بھی ٹھنڈے رہیں گے۔

(۳) بارش میں پانی کی چھینٹیں کلاس میں نہیں آئیں گی اور نہ ہمارے جوتے خراب ہوں گے انھیں وجہیں سے ہم برآمدہ چاہتے ہیں۔

۲۔ ہم نے اپنے مدرسے کو خوب صورت بنانے کے لئے کئی ایک تصویریں بنائی ہیں جو ڈرائنگ ماسٹر صاحب کے پاس ہیں۔

متفرق باتیں

۱۔ صبح کی حاضری میں عام طور پر اقبال، ناظم، خلیل، احمد سورتی وغیرہ پیچھے رہ جاتے ہیں۔ ہر ایک جماعت میں سب سے بالاتر جن لڑکوں

کی حاضری رہی وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) ابتدائی سوم میں سب سے اچھی حاضری رحیم احمد کی ہے

(۲) ابتدائی دوم میں سب سے اچھی حاضری محمد عیسیٰ کی ہے۔

(۳) ابتدائی اول میں سب سے اچھی حاضری اکمل کی ہے۔

(۴) مکتب میں سب سے اچھی حاضری عاقل الدین کی ہے۔

۲۔ ہم اپنے مدرسے میں جس چیز کی کمی دیکھتے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہی

(۱) بجلی۔ بجلی کی اس لئے ضرورت ہی کہ اگر ہم کوئی جلسہ یا ڈراما رات کے وقت کرنا چاہیں تو بآسانی کرسکیں۔

(۲) برآمدہ کی وجہ پہلے بیان ہو چکی ہے۔

(۳) ہمارے یہاں لڑکوں میں جو عام برائی ہے وہ مندرجہ ذیل ہی

(۱) وقت کی قدر نہیں کرتے۔

(۲) پڑھنے لکھنے کا سامان پورا نہیں رکھتے۔ مثلاً آج دوات نہیں تو کل قلم نہیں۔ کل قلم تو پرسوں کاپی نہیں۔ مجھے قلم و پنسل بنانی آتی ہے۔ خود بخود لوگوں کو بناتے ہوئے دیکھ کر سیکھا ہی۔ ہمارے مدرسے کا ایک قسم کا لباس ہونا چاہئے۔ اس لئے کہ ہمارے یہاں

کے لڑکے بآسانی پہچانے جا سکیں اور ایک قسم کا لباس ہونے
میں شان بھی ظاہر ہوتی ہے۔ مگر لباس سفید رنگ کا ہونا
چاہیئے۔

۴۔ ہمارے اسکول کا صحن چھوٹے بچوں کی وجہ سے صاف نہیں رہتا ہے
ہمارے اسکول کی عمارت کافی نہیں ہے اور بڑی ہونی چاہیئے۔
ہمیں جو ٹوپی پسند ہے اس کی تصویر مندرجہ ذیل ہے۔

امان اللہ کیپ



مجھے یہ ٹوپی اس لئے پسند ہے کہ یہ گرمی میں دھوپ سے آنکھوں
کو بچاتی ہے اور سردیوں کے لئے بھی اچھی ہے۔

مدرسہ کا معائنہ

نواب اکبر یار جنگ بہادر معتمد تعلیمات ممالک محروسہ حیدرآباد دکن
نے دہلی کے دوران قیام میں مدرسہ کا معائنہ فرمایا تھا۔ صاحب
موصوف نے کتاب الرائے میں جن بیش بہا خیالات کا اظہار
فرمایا ہے۔ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

میں نے آج اس پرائمری اسکول کا معائنہ بمعیت مولوی عبدالغفار صاحب کیا۔ طلبار تو موجود نہ تھے لیکن میں نے انھیں سے بعض جماعتوں کے کام کو دیکھا اور اس طریقۂ تعلیم کی نسبت مولوی عبدالغفار صاحب سے معلومات حاصل کئے جو وہ ان چھوٹے چھوٹے بچوں کی تعلیم میں استعمال کرتے ہیں مجھے کچھ شبہ نہیں کہ یہ طریقۂ تعلیم نہ صرف دلچسپ بلکہ بچوں کے لئے مفید ترین اور موصل الی المقصود طریقہ ہے۔ اس طریقۂ تعلیم سے علاوہ اس رسمی علم کے حصول کے جو آج کل عام طور پر مدارس میں رائج ہے، بچوں کو ایسی تربیت حاصل ہوگی جس سے مجھے یقین ہے کہ انسانیت اور آدمیت

کی بنیادیں بھی مستحکم ہو جائیں گی، اور میں محض علم کی نسبت انسانیت اور اخلاق کی اس زمانے میں زیادہ ضرورت سمجھتا ہوں۔ کورے علمار کی نسبت آدمیوں کی ضرورت ہے اور اس زمانے میں باوجود مردم شماری بڑھ جانے کے آدمیوں کی کمی بہت ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ یہ ضرورت اس اسکول سے پوری ہو سکے گی۔ اگر اس کو اس طریقے سے بڑھایا گیا جس طرح کہ اس کی ابتدار کی گئی ہے ...."

اکبر یار جنگ

۱۹ مئی ۱۹۳۱ء

بچوں کے ڈرامے

بچوں کا انصاف (ڈراما) از مولوی عبدالغفار صاحب استاد جامعہ۔ یہ ڈراما الف لیلا کا ایک قصہ ہے۔ بچوں نے خیانت کا مقدمہ اس طرح فیصل کیا کہ خلیفہ ہارون رشید بھی دنگ رہ گیا۔ یہ بچوں کا ڈراما بچوں ہی کی زبان میں لکھا گیا ہے۔ جامعہ کے بچوں نے اس ڈرامے کو کیا۔ بہت پسند کیا گیا۔ قیمت ۴ر

اسکول کی زندگی (ڈراما) بچوں کے لئے یہ ڈراما خاص طور سے لکھا گیا ہے۔ اس میں ہندوستانی مدارس کی زندگی بتائی گئی ہے۔ اچھے اور شریر طالب علموں کا خوبی کے ساتھ مقابلہ کیا گیا ہے۔ اور ان کے نتائج دکھائے گئے ہیں۔ جامعہ کے بچوں نے اس ڈرامے کو بھی کیا تھا اور بہت پسند کیا گیا۔ قیمت ۳ر

محنت (ڈراما) مولوی عبدالغفار صاحب کا یہ تازہ ڈراما ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ نااہل کو روپیہ دینے سے وہ اسے کس طرح ضائع کر دیتا ہے اور دوسری طرف دکھایا گیا ہے کہ کس طرح ایک غریب لڑکا محنت و مشقت کرکے قوم کی خدمت کرتا اور کامیاب زندگی بسر کرتا ہے کتاب بہت ہی خوب صورت اور اچھی چھپی ہے۔ قیمت ۳ر

دیانت (ڈراما) از ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ دیانت اچھی چیز ہے۔ اور دیانت دار لڑکا اپنے والدین اور اساتذہ میں محبوب ہوتا ہے۔ اس ڈرامے میں دیانت کی خوبیوں کو دکھایا گیا ہے۔ بچوں کی زبان میں بڑی اچھی کہانی ہے۔ قیمت ۲ر

مکتبہ جامعہ۔ دہلی